
ہفت روزہ
لاہور
خدام الدین
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۵ فروری ۱۹۵۷ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

ہفتہ وار خبریں

ملتان ۳ر فروری - سرحدی حادثات اور جرائم کی روک تھام پر غور و خوض کرنے کے لئے حال ہی میں یہاں سلیمانکی کے قریب بھارت اور پاکستان کے پولیس افسران نے سرحد پر مویشی بھگانے کی وارداتوں کا جائزہ لیا۔

لاہور - ۳ر فروری - قبائلی لیڈروں نے آج ایک نئی جماعت جمعیت المجاہدین کے قیام کا اعلان کیا۔ اس جماعت میں کئی ایم ایل اے بھی شامل ہیں - ایک پریس نوٹ میں بتایا گیا ہے کہ مقبوضہ کشمیر اور بھارت نے جن اسلامی ملکوں پر قبضہ کر رکھا ہے ان کو آزاد کرانے کی غرض اس جماعت کی تشکیل کی گئی ہے۔

لاہور - ۴ر فروری - وزیر اعلےٰ مغربی پاکستان ڈاکٹر خان صاحب نے آج مغربی پاکستان اسمبلی میں وقفۂ سوالات کے دوران میں کہا کہ حکومت اغوا اور زنا کو ناقابل ضمانت جرائم قرار دینے پر غور کر رہی ہے اور عوام کی اخلاقی اقدار کو بلند کرنے کی کوشش کر رہی ہے تاکہ وہ ان سماج دشمن حرکات کے مرتکب نہ ہوں۔

لاہور - ۴ر فروری - مغربی پاکستان اسمبلی کا آج کا اجلاس بغیر کوئی بل منظور کئے ختم ہو گیا - آج کے اجلاس کے ایجنڈے میں ۲۲ بل تھے - لیکن ان میں سے کوئی بل پاس نہیں ہوا - اجلاس کی ساری کارروائی مغربی پاکستان کے وزراء کی تنخواہوں کے بل پر بحث میں ختم ہو گئی۔

کراچی - ۵ر فروری - مرکزی کابینہ نے آج صبح اپنے ایک اجلاس میں آئندہ سال کا بجٹ منظور کر لیا ہے - جو ۹ر فروری کو تین بجے سہ پہر قومی اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔

لاہور - ۵ر فروری - مغربی پاکستان اسمبلی میں نائب وزیر معاشرتی بہبود محترمہ بیگم جی اے خان نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ انضمام کے وقت مختلف صوبوں میں ۴۵ سٹاف کاریں تھیں اور اب حکومت مغربی پاکستان کے پاس آج صرف ۲۵ سٹاف کاریں ہیں - ۱۴ وزیروں اور تین نائب وزیروں میں سے ہر ایک کو ایک سٹاف کار دی گئی ہے۔

الجزائر - ۳ر فروری - گزشتہ روز الجزائر کے مختلف حصوں میں متعدد جھڑپوں کے دوران حریت پسندوں نے ۹۹ سے زائد فرانسیسیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

سرینگر - ۳ر فروری - کشمیر پولیٹیکل کانفرنس نے بتایا ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں آزادئ کشمیر اور آزادانہ رائے شماری کرانے کے الزام میں بخشی حکومت نے بھارتی حکومت کی ہدایت پر اچانک تقریباً ۱۰ ہزار افراد کو گرفتار کر لیا ہے - اور ان گنت معصوم عورتوں بچوں اور بے گناہ مردوں کو گولی کا نشانہ بنا دیا گیا۔

نیویارک - ۳ر فروری - اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے آج فیصلہ کیا ہے کہ اسرائیل اور مصر کی عارضی صلح کی حد پر اقوام متحدہ کی ہنگامی فوج جلد متعین کی جائے تاکہ دونوں ملکوں کے درمیان سرحدی جھڑپوں کی روک تھام کی جا سکے۔

نئی دہلی - ۳ر فروری - بھارتی وزیر اعظم نے آج یہاں انتخابی میٹنگ میں تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا کہ بھارت اپنے علاقہ کے چھوٹے سے چھوٹے حصہ پہ بھی کسی غیر ملکی افواج کے ایک سپاہی کا قیام برداشت نہیں کرے گا۔

سرینگر - ۴ر فروری - آج یہاں معلوم ہوا ہے کہ مقبوضہ کشمیر کے عام انتخابات مارچ کے دوسرے ہفتہ میں ہونگے۔

سرینگر ۴ر فروری - مقبوضہ کشمیر میں محاذ رائے شماری نے کل رات ایک جلسہ عام میں ایک قرار داد کے ذریعہ اقوام متحدہ سے مطالبہ کیا ہے کہ ریاست جموں و کشمیر میں جلد سے جلد رائے شماری کی جائے اور اقوام متحدہ کی بین الاقوامی فوج بھیجی جائے۔

نیویارک - ۵ر فروری - آج یہاں معلوم ہوا ہے کہ اس ہفتہ کشمیر کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے سلامتی کونسل کے دو اجلاس ہوں گے - پہلا اجلاس جمعرات کی صبح کو ہوگا - اس میں سلامتی کونسل مسٹر کرشنا مینن کا بیان سنے گی۔

نئی دہلی - ۵ر فروری - آج یہاں معلوم ہوا ہے کہ بھارت موجودہ حالات کے تحت ریاست جموں و کشمیر میں رائے شماری کرانے سے صاف انکار کر دے گی۔

لاہور - ۶ر فروری - آج پانچ مسودات قانون پر فیصلہ دینے کے بعد مغربی پاکستان اسمبلی کا اجلاس یکم مارچ تک ملتوی ہو گیا - آج تین مسودات قانون منظور کئے گئے - اور دو کو سلیکٹ کمیٹیوں کے سپرد کیا گیا۔

ڈھاکہ ۶ر فروری - وزیر اعظم نے آج یہاں اعلان کیا کہ بھارت طاقت یا دغا بازی سے کشمیر پر قبضہ نہیں کر سکتا

کراچی - ۸ر فروری - آج یہاں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے - کہ حکومت پاکستان عنقریب آئین کی دفعہ ۱۹۸ کے تحت بعض قوانین کو اسلامی احکام کے مطابق بنانے کے لئے ایک قانونی کمیشن کے تقرر کا اعلان کرنے والی ہے -

نیویارک - ۶ر فروری - سلامتی کونسل کا جو اجلاس آج ہونے والا تھا - وہ مسٹر کرشنا مینن کی خاص درخواست پر جمعہ تک کے لئے ملتوی کیا گیا ہے

نئی دہلی - ۸ر فروری - بھارت کے وزیر اعظم نے کل رات لکھنؤ کے ایک جلسۂ عام میں اقوام متحدہ کو خبردار کرتے ہوئے اعلان کیا کہ کشمیر سے متعلق اقوام متحدہ کا کوئی ایسا عملی اقدام جو بھارت کے خلاف ہوگا - بھارت کو جنگ پر مجبور کرنے کے مترادف ہوگا۔

نیویارک ۸ر فروری - اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل آج رات کشمیر کے مسئلہ پر پھر بحث کر رہی ہے - مسٹر کرشنا مینن آج کے اجلاس میں ملک فیروز خاں نون کے گذشتہ بیان کا جواب دیں گے -

بہاولپور (ڈاک سے) معلوم ہوا ہے کہ گنڈا سنگھ کی سرحد پر پولیس اور کسٹم افسروں کی کڑی نگرانی اور کامیاب ناکہ بندی کی وجہ سے سمگلروں نے اپنے کاروبار کا رخ بہاول نگر کی طرف پھیر لیا ہے اور ہیڈ سلیمانکی کو اپنا اڈہ بنا لیا ہے - منڈی ہیرا سنگھ ان کی سرگرمیوں کا سب سے بڑا مرکز ہے اور ہر روز ہزاروں روپے کے قیمتی سامان کا تبادلہ ہوتا ہے -

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۲ | ۱۴ رجب المرجب ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۵ فروری ۱۹۵۷ء | شمارہ ۴۰

قانونی کمیشن

قارئین کرام جانتے ہیں کہ دستور پاکستان میں ایک شق موجود ہے۔ جس کے تحت صدر جمہوریہ پر لازم آتا ہے کہ دستور کے نفاذ سے ایک سال بعد تک (یعنی ۲۲ مارچ ۱۹۵۷ء تک) وہ ایسا کمیشن مقرر کریں جو تمام مُلکی قوانین کا جائزہ لے کر ان تمام کو قرآن و سنت کی روشنی میں ترتیب دینے کی سفارش کرے۔ آج کی اخبارات میں وزیر قانون کی جانب سے یہ خبر درج ہے کہ کمیشن کے تقرر کا معاملہ زیر غور ہے جو اپنی سفارشات پانچ سال میں مرتب کرے گا اور اپنی ایک رپورٹ اس سے قبل بھی حکومت کے حوالے کرے گا۔

اس ضمن میں ہم حکومت سے یہ مطالبہ کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ کمشن کے اراکین کی تقرری میں بہت سمجھ بوجھ سے کام لے۔ ہمارے خیال میں اراکین کا کم از کم ان صفات سے متصف ہونا از بس ضروری ہے۔

(ا) اراکین میں سے ۵۰ فی صدی کسی مشہور اور مستند دینی مدرسے کے پوری طرح فارغ التحصیل ہوں جس میں کتاب و سنت کی تعلیم بدرجہ اتم دی جاتی ہو۔

(ب) عملی طور پر اس کی سابقہ اور حالیہ زندگی کتاب و سنت کی آئینہ دار ہو۔

(ج) کسی مشہور مکتب خیال سے متعلق ہو اور اس مکتب خیال کے پیروکار اس کو بنظر تحسین دیکھتے ہوں اور اس کی کارکردگی پر ان کو پورا پورا اعتماد ہو۔

(ہماری رائے میں یہ شق اس لئے ضروری ہے کہ فی زمانہ بہت سے ایسے خود ساختہ فاضلان موجود ہیں جو کتاب و سنت پر حاوی ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی مرضی سے اپنے آپ کو تصرف فی الدین کا مجاز سمجھتے ہیں۔ حالانکہ عامۃ المسلمین ان کو کبھی بھی درخور اعتنا نہیں سمجھتے۔

(د) جو پورا وقت ایسے اہم کام کے لئے دے سکے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کسی کالج یا یونیورسٹی میں پروفیسر ہو۔ سیاسی جماعت کا رکن یا وزیر بھی ہو اور ساتھ ساتھ اس کمیشن کا رکن بھی نامزد کر دیا جائے۔

اس کے علاوہ :-

(۱) کمیشن کی روئداد وقتاً فوقتاً اخبارات میں شائع ہوتی رہے تاکہ خواص و عوام کو اس پر تنقید کا موقع ملتا رہے

(۲) پانچ سال کا عرصہ بہت طویل ہے۔ زیادہ سے زیادہ کمیشن کے لئے دو سال کا عرصہ کافی ہونا چاہیئے۔ اگر کام زیادہ ہو تو اراکین کی تعداد بڑھا دی جائے۔ کیونکہ اس ضروری کام کے لئے پہلے ہی بہت تاخیر کر دی گئی ہے۔

(۳) کمیشن قطعاً غیر سرکاری اور سیاسی اثرات سے مبرّا ہو۔ ورنہ یہ قومی دقت کا بے جا مصرف ہوگا۔

(۴) کام کی نوعیت کے اعتبار سے عوامی تجاویز کو ماننے سے گریز نہ کیا جائے۔

(۵) اور سب سے ضروری یہ ہے کہ کمیشن اولاً تعزیرات پاکستان کو اسلامی قالب میں ڈھالنے اور حکومت فی الفور قرآنی تعزیرات کے نفاذ کا بندوبست کرے۔ اس کے علاوہ جوں جوں قوانین قرآن و سنت کی روشنی میں مرتب ہوتے جائیں۔ ان کا نفاذ فوراً کر دیا جائے اور کمیشن کے کام کے خاتمہ کا انتظار نہ کیا جائے (کیونکہ سرکاری اعلامیہ یہ کہتا ہے کہ کمیشن کی سفارشات مکمل ہونے سے ۶ ماہ بعد ان کو مرکزی اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔ اس طرح مزید تاخیر کا امکان ہے۔ جو عوام کے لئے ناقابلِ برداشت ہو سکتی ہے)

ہمیں اُمید ہے کہ حکومت ہماری مختصر سی معروضات کو ملحوظ خاطر رکھے گی ضمناً یہ عرض کرنا بھی ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ اس سے پیشتر حکومت نے عائلی کمیشن (شادی بیاہ کے قوانین کے متعلق) مقرر کیا۔ جس کی سفارشات ملک کے کسی گوشہ میں بھی مقبول نہ ہوئیں۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ اس کمیشن کے تمام اراکین (باستثنائے واحد) کتاب و سنت اور آئمہ اربعہ کی علمی اور عملی تعلیم سے نابلد تھے۔

پرچہ کی ترتیب

ہمارے ایک بزرگ تحریر فرماتے ہیں "بعض مضامین میں ایک دو صفحوں کے بعد باقی بر صفحہ — لکھ دیا جاتا ہے۔ جس سے طبیعت میں انقباض پیدا ہوتا ہے۔ اگر اس میں کوئی خاص مصلحت نہ ہو تو آئندہ احتیاط کی جائے۔"

ہمارے کرمفرما کی یہ شکایت سر آنکھوں پر۔ ہم نے اس شکایت کو دُور کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ مگر اپنے آپ کو بے بس پایا۔ کیونکہ اس کا ہم سے بالواسطہ تعلق ہے اس کا بلا واسطہ تعلق یا تو مضمون نگار حضرات سے ہے اور یا اُس کے بعد کاتب صاحب سے۔ مضمون نگار حضرات ناپ تول کر مضمون لکھیں۔ اور کاتب صاحب ناپ تول کر کتابت کریں تو یہ شکایت دور ہو سکتی ہے۔ مگر ہمارے خیال میں یہ دونوں بھی اپنے آپ کو بے بس پائیں گے۔ اس لئے اس شکایت کا کلیتہً دور کرنا تو ہمارے بس کا روگ نہیں۔ البتہ ہم پہلے بھی کوشش کرتے رہے ہیں اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔ کہ اس شکایت کے پیدا ہونے کا کم سے کم احتمال باقی رہے۔

حمد باری تعالیٰ

(از جناب خان عبد المجید خان صاحب عاجزؔ فوقی ۔ ۱م چوہری)

میرا عقیدہ ہے میرا ایماں کہ حسن ہے لازوال تیرا
ہر ایک ذرہ میں دیکھتا ہوں جمال اے ذوالجلال تیرا

بنا رہا ہے نظر کو گھائل یہ ایک ادنےٰ کمال تیرا
جو دیکھتا ہوں کہ ماہِ کامل بنا ہوا ہے ہلال تیرا

نہیں ہے یہ فطرتِ بشر میں جو تیری صنعت نظر میں رکھے
کہ لفظِ کُن کائنات بھر میں دکھا رہا ہے کمال تیرا

ہر ایک میں تابشیں ہیں تیری یہ نور ہی کیا نہاں ہے زمیں بھی
کہ خلد آئینہ جمالی سقر ہے عکسِ جلال تیرا

جو آنکھ میں لامکاں کا نقشہ تو دل میں بھی دیکھتا ہوں جلوہ
نظر نظر ہے فراق تیرا نظر نظر ہے وصال تیرا

یہ تاب تیرے حبیبؐ کو تھی جو اور دیکھے مجال کس کی
یہ قُدرتِ بے نظیر تیری یہ جلوۂ بے مثال تیرا

خودی تھی روزِ الست ہی تک ہوں آج محوِ بندگی تک
مجھے تو وہ یاد ہے ابھی تک جواب اپنا سوال تیرا

یقین ہے یہ اُبل پڑیگا وہیں پہ طوفان رحمتوں کا
بچشمِ تر انفعال میرا جو کاش دیکھے جلال تیرا

عقاب و شاہین و مور و ماہی شجر حجر جن و انس و قدسی
بہر تصوّر ہے دھیان تیرا بہر تخیّل خیال تیرا

بہر زباں حمد پاک تیری بہر گلو حلقۂ غلامی
بقول عاجزؔ محیط کُلّی بچھا ہے عالم میں جال تیرا

قطعات

(از جناب مولوی عبد الحمید صاحب سرہوش لاہور)

(۱)

چلا تھا باءِ بسم اللہ سے فرمان جو اُن کا
پہنچ کر سین پر وَالنَّاس کے ٹھیرا وہ دین میرا

اسی فرمان میں مضمر فلاح دین و دُنیا ہے
جو بے بہرہ رہا اس سے نہ وہ دیں کا نہ دُنیا کا

(۲)

بھلا شانِ الوہیت کوئی سمجھے تو کیا سمجھے
کمالِ قدرتِ خلّاق مخلوقِ خدا سمجھے؟

شبِ تاریک کیا ممکن کہ ٹھیرے مہر کے آگے؟
تو اِنساں کنہِ بے آغاز و بے انجام کیا سمجھے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

خطبہ یوم الجمعہ ۷۔ رجب ۱۳۷۶ھ ۸۔ فروری ۱۹۵۷ء

دربارِ الٰہی سے

لَاخَوْفٌ وَّلَاحُزْنٌ

نہ ڈر اور نہ غم

کا تمغہ پانے والے

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادرانِ اسلام۔ دنیا میں یہ قاعدہ ہے کہ جس بادشاہ کے زیرسایہ انسان رہے۔ اس سے وفاداری کرے تو عزّت پاتا ہے اور اگر غدّاری کرے۔ تو ذلیل کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ جو شاہنشاہِ حقیقی ہے اس کی بارگاہ کا بھی یہی قانون ہے۔ آپ کو معلوم ہے۔ کہ ہندوستان میں وہ طبقہ جو انگریزی سلطنت سے آزاد ہونا چاہتا تھا۔ وہ لوگ ہمیشہ انگریز کی نظر میں حقیر تھے۔ اور اکثر قید و بند کی پابندیوں میں رہتے تھے۔ اور جو لوگ انگریز کے وفادار تھے۔ اور ان کا نصب العین انگریز کو خوش رکھنا تھا۔ ان میں سے کوئی خاں صاحب اور کوئی خان بہادر تھا۔ کوئی سر اور کوئی نواب تھا۔ آج اللہ تعالےٰ کے ان مقبول بندوں کی صفات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جن کو دربارِ الٰہی سے وہ تمغہ ملا ہے جس میں دو چیزیں منقوش ہیں۔ ان پر کوئی خوف نہ ہوگا۔ خوف دراصل گزشتہ کسی واقعہ کی بنا پر ہوتا ہے۔ اور نہ ان پر کوئی غم ہوگا۔ غم دراصل آئندہ آنے والے واقعات کا ہوتا ہے۔ دربارِ الٰہی سے جس کو یہ تمغہ مل جائے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہوسکتی ہے۔

ارشادِ الٰہی ملاحظہ ہو

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ ○ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ○)

سورہ حٰمٓ السجدہ رکوع ۴ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ بیشک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اُتریں گے۔ کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم کرو اور بہشت میں خوش رہو۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دُنیا میں بھی دوست تھے۔ اور آخرت میں بھی۔ اور بہشت میں تمہارے لئے ہر چیز موجود ہے۔ جس کو تمہارا دل چاہے۔ اور تم جو وہاں مانگو گے ملے گا۔ بخشنے والے نہایت رحم والے کی طرف سے مہمانی ہے۔

یہ تمغہ کس بنا پر ملا ہے

تم پر نہ کوئی خوف ہے نہ غم۔ یہ تمغہ اس بنا پر ملا ہے کہ اُنہوں نے ایک اللہ تعالےٰ کے سوا باقی سب معبودوں سے تعلق توڑ لیا تھا۔ اور یہ فیصلہ کیا تھا۔ کہ ہمارا رب یعنی ہماری تمام ضروریات (خواہ دُنیا کی ہوں یا آخرت کی) کا پورا کرنے والا فقط ایک اللہ تعالےٰ ہی ہے اس فیصلہ کے بعد پھر وہ اسی پر پکّے رہے اور اپنے ہر معاملہ میں اسی کی طرف رجوع کیا۔

صاحب استقامۃ حضرات کے اوصاف

انبیاءؑ اس مقدس گروہ کے امام ہوتے ہیں

وہ اوصاف حضرت ابراہیمؑ کے آئینہ میں

(وَقَالَ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا کُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ○ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ○ فَاِنَّھُمْ عَدُوٌّ لِّیْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَھُوَ یَھْدِیْنِ ○ وَالَّذِیْ ھُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ○ وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ ○ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ ○ وَالَّذِیْٓ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ○

سورہ الشعراء رکوع ۵ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ کہا کیا تمہیں خبر ہے۔ جنہیں تم پوجتے ہو۔ تم اور تمہارے پہلے باپ دادا جنہیں پوجتے تھے۔ سو وہ سوائے رب العالمین کے میرے دشمن ہیں۔ جس نے مجھے پیدا کیا۔ پھر وہی مجھے راہ دکھاتا ہے۔ اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہوتا ہوں۔ تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔ اور وہ جو مجھے مارے گا۔ پھر زندہ کرے گا۔ اور وہ جو مجھے امید ہے۔ کہ میرے گناہ قیامت کے دن مجھے بخش دے گا۔

فہرست اوصاف

(۱) ایک معبودِ حقیقی کی بندگی کا اقرار (۲) اللہ تعالےٰ کے سوا باقی دُنیا کے تمام معبودوں سے بیزاری (۳) اسی نے مجھے پیدا کیا ہے۔ (۴) وُہی میرا راہ نما ہے (۵) وہی مجھے کھانا دیتا ہے (۶) وہی مجھے پانی پلاتا ہے (۷) جب بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے (۸) وہی مجھے مارے گا (۹) مارنے کے بعد پھر وہی مجھے زندہ کریگا۔ (۱۰) قیامت کے دن میری فروگزاشتیں وہی معاف فرمائے گا۔

مزید اوصاف

(۱۱) (وَالَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا) ترجمہ۔ جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں (۱۲) وَاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجٰھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ○) ترجمہ اور جب ان سے بے سمجھ لوگ بات کریں۔ تو کہتے ہیں سلام ہے۔ یعنی ہم تمہیں جواب نہیں دیں گے (۱۳) وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ○) ترجمہ اور وہ لوگ اپنے رب کے سامنے سجدہ میں اور کھڑے ہو کر رات گزارتے ہیں (۱۴) وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَھَنَّمَ اِنَّ عَذَابَھَا کَانَ غَرَامًا ○) اور وہ لوگ جو کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب ہم سے دوزخ کا عذاب دُور کردے۔ بیشک اس کا عذاب پوری تباہی ہے۔ (۱۵، ۱۶) وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا ○) ترجمہ اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی نہیں کرتے۔ اور نہ تنگی کرتے ہیں۔ اور ان کا خرچ ان دونوں

درمیان اعتدال پر ہوتا ہے (۱۷-۱۸-۱۹) (وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ) ترجمہ - اور وہ جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے - اور اس شخص کو ناحق قتل نہیں کرتے - جسے اللہ نے حرام کر دیا ہے - اور زنا نہیں کرتے (۲۰) (وَالَّذِیْنَ لَا یَشْھَدُوْنَ الزُّوْرَ) ترجمہ اور جو بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے (۲۱) (وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا) ترجمہ - اور جب بیہودہ باتوں کے پاس سے گذریں - تو شریفانہ طور پر گزرتے ہیں (۲۲) (وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّھِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْھَا صُمًّا وَّعُمْیَانًا) ترجمہ - اور جب انہیں ان کے رب کی آیتوں سے سمجھایا جاتا ہے تو ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے (بلکہ ان میں غور و فکر کرتے ہیں) (۲۳) ۲۴) وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا) ترجمہ - اور وہ جو کہتے ہیں - اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا -

۲۴ اوصاف کا حاصل

یہ ہے - کہ اللہ تعالٰے کے صاحب استقامت بندے دین اور دنیا اور آخرت کے ہر معاملہ میں فقط اللہ تعالٰے کی رضا کے پابند ہوتے ہیں - اسی کو خوش رکھنا چاہتے ہیں اور ہر معاملہ میں اسی کی دستگیری کو اپنا فخر خیال کرتے ہیں - ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ ان کے عقیدہ میں سوائے اللہ تعالٰے کے نہ کوئی ان کے خیال میں ہے - نہ کسی اور پر بھروسہ ہے - نہ کسی اور کے ممنون احسان اور نہ کسی اور کا ڈر ہے - ان کے خیال میں ان کے اعمال میں سوائے اللہ تعالٰے کے نہ کوئی اور مطلوب ہے - نہ مقصود نہ محبوب -

تائید

سطور بالا کی تائید میں یہ اعلان ملاحظہ ہو (قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۚ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝)

سورہ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸

ترجمہ - کہدو بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے - اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا - اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں -

ان اوصاف کا تعلق انفرادی زندگی

سے ہے - مذکورۃ الصدر اوصاف آپ صاحب استقامت حضرات کے پڑھ چکے ہیں - انکا تعلق انسان کی انفرادی زندگی سے ہے - اجتماعی زندگی میں بھی صاحب استقامت حضرات کا رنگ دنیا پرستوں سے نرالا ہی ہوتا ہے - پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ استقامت والے حضرات کے لئے نمونہ انبیاء علیہم السلام ہی ہوتے ہیں - چنانچہ اسی ضمن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمونہ پیش کیا گیا تھا - اب اجتماعی زندگی میں بھی انبیاء علیہم السلام ہی کا نمونہ پیش کرنا چاہتا ہوں -

حضرت نوح علیہ السلام مساوات کے حامی اور کفار امیر و غریب کی تفریق کے قائل

جو ایماندار اور خدا پرست مسکین حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لا چکے ہیں - نوح علیہ السلام انہیں کو اپنے پاس بٹھاتے ہیں - انہیں میں دن اور رات زندگی بسر کرتے ہیں - ان لوگوں کے متعلق

قوم کے سرداروں کی رائے

(فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ مَا نَرٰىکَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىکَ اتَّبَعَکَ اِلَّا الَّذِیْنَ ھُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ) الآیہ

سورہ ہود رکوع ۳ پارہ ۱۲

ترجمہ - پھر اس (نوح علیہ الاسلام) کی قوم کے جو کافر سردار تھے - وہ بولے ہمیں تو ہم جیسے ہی ایک آدمی نظر آتے ہو - اور ہمیں تو تمہارے پیرو وہی نظر آتے ہیں جو ہم میں سے رذیل ہیں - وہ بھی سرسری نظر سے -

حضرت شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

"کافروں نے مسلمانوں کو رذالہ ٹھیرایا - اور چاہا کہ ان کو ہانک دو - تو ہم تمہارے پاس بیٹھیں - بات سنیں" بقول حضرت شاہ صاحب کے دولتمند امرا کا طبقہ مسلمانوں کے ساتھ بیٹھنا نہیں چاہتا تھا - شاہ صاحب آگے چل کر اپنے حاشیہ میں فرماتے ہیں "اگر مسلمانوں کو ہانکوں - تو اللہ سے کون چھڑائے مجھ کو - اور رذالہ ٹھیرایا - اس پر کہ وہ کسب کرتے تھے - کسب سے بہتر کمائی نہیں - اسی واسطے فرمایا کہ تم جاہل ہو -"

حاصل

یہ نکلا کہ حضرت نوح علیہ السلام امیر و غریب کی مساوات کے قائل ہیں - اور کفار تفریق چاہتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں بھی وہی قانون ہے

چونکہ تمام انبیاء علیہم السلام کے ادیان اصولاً متحد ہیں - اس لئے شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت میں بھی وہی قانون ہے - کہ ایماندار سب ایک ہی جماعت کے افراد ہیں - اور انہیں فقط ایمانداروں کو اپنا دوست خیال کرنا چاہئے - خواہ غریب ہی کیوں نہ ہوں - اور مخالفین اسلام (خواہ یہودی ہوں یا نصرانی یا مشرک) سب کو اپنے سے غیر سمجھنا چاہئے - خواہ کتنے بڑے مالدار کیوں نہ ہوں -

اعلان نمبر ۱

(اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ ۝ سورہ المائدہ رکوع ۸ پارہ ۶

ترجمہ - (اے مسلمانو) تمہارا دوست تو اللہ اور اس کا رسول اور ایماندار لوگ ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں - اور زکوٰۃ دیتے ہیں - اور وہ عاجزی کرنے والے ہیں

اعلان نمبر ۲

(یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَکُمْ ھُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَالْکُفَّارَ اَوْلِیَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ سورہ المائدہ رکوع ۹ پارہ ۶

ترجمہ - اے ایمان والو ان لوگوں کو اپنا دوست نہ بناؤ - جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے - ان لوگوں میں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی - اور کافروں کو - اور اللہ سے ڈرو - اگر تم ایماندار ہو -

حاصل

وہی نکلا - جو عرض کر چکا ہوں - کہ ہر مسلمان ہر مسلمان کی برادری کا آدمی ہے - اور ہر کافر غیر ہے - خواہ کتنا ہی امیر کبیر کیوں نہ ہو -

دعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ اَھْلِ الْاِسْتِقَامَۃِ

آمین یا اللہ العالمین

مجلس ذکر

منعقدہ ۶ رجب المرجب ۱۳۷۶ھ مطابق ۷ فروری ۱۹۵۷ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا **احمد علی صاحب** مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد۔ اس سے پہلے ذکر کی دو مجالس میں مہلک روحانی امراض اور ان کا علاج عرض کر چکا ہوں (ملاحظہ ہو "خدام الدین" مورخہ یکم فروری اور ۸ فروری ۱۹۵۷ء) آوارہ یہ مبالغہ نہیں واقعہ ہے کہ سو فی صدی۔ ہزار میں سے ہزار۔ بلکہ دس ہزار میں سے دس ہزار کو ان امراض کا احساس بھی نہیں ہے۔ ان امراض کا ذکر کتاب و سنت میں تو آتا ہے۔ مگر مدارس عربیہ میں بھی ان کا احساس نہیں دلایا جاتا اہل علم ان سے عبور کر جاتے ہیں۔ ان کا احساس قبر میں جانے کے بعد ہوگا۔ اگرچہ ہم سب سرتا پا گنہگار ہیں۔ لیکن یہ اللہ تعالٰی کا فضل ہے کہ وہ آپ کو اپنے دروازہ پر لے آتا ہے اور مجھے سامنے بٹھا کر کچھ عرض کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

آج کی تقریر کا عنوان ہے:۔

احتساب الامراض الروحانیۃ المھلکۃ

(خطرناک روحانی بیماریوں کی جانچ پڑتال)

ہر مجلس میں کوئی نہ کوئی صاحب نئے ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی اطلاع کے لئے میں گزشتہ مجالس کی معروضات کا خلاصہ عرض کرتا ہوں۔

ایک مجلس میں میں نے عُجب اور کبر اور دوسری میں حسد اور ریا کے متعلق عرض کیا تھا۔

عُجب اس کا فارسی ترجمہ ہے خودپسندی عُجب یہ ہے کہ کام تو اللہ کے فضل سے سرانجام پائے اور انسان اس کو اپنی محنت و سعی کا نتیجہ سمجھے۔ عُجب میں شرک کی بو آتی ہے۔ قارون مرض عُجب کا مریض تھا۔ اللہ والے اس کو سمجھاتے ہیں۔ وہ ہر فقرہ میں اللہ کا ذکر فرماتے ہیں:۔

اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ۝ وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ط الآیہ (سورہ القصص رکوع ۸ پ ۲۰)

ترجمہ:۔ جب اس سے اس کی قوم نے کہا۔ اِترا مت۔ بے شک اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا اور جو کچھ تجھے اللہ نے دیا ہے۔ اس سے آخرت کا گھر حاصل کر اور اپنا حصّہ دنیا میں سے نہ بھول۔ اور بھلائی کر جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کی ہے۔ اور ملک میں فساد کا خواہاں نہ ہو بے شک اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ کہا یہ تو مجھے ایک ہنر سے ملا ہے۔ جو میرے پاس ہے۔

اللہ تعالٰی کو اس بے ایمان پر اتنا غصّہ آیا کہ اس کو اور اس کی ساری دولت کو زمین میں دھنسا دیا۔

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ۔ ترجمہ پھر ہم نے اُسے اور اُس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔

عُجب کا علاج یہ ہے کہ انسان سوچے کہ جو کچھ مجھے ملا ہے اس میں میرا کہاں

تک دخل ہے۔ آنکھوں میں بینائی، زبان میں قوت گویائی۔ دماغ میں عقل ہاتھوں میں پکڑنے کی قوت اور پاؤں میں چلنے کی طاقت کس نے دی ہے؟ کیا ہم نے یہ سب چیزیں خرید کر لی ہیں؟ یہ سب کچھ اللہ تعالٰی کے فضلوں کا نتیجہ ہے۔ ہمارا ہے ہی کیا۔ ہم تو لاشئے ہیں۔ حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ واں بھچراں والے اعلٰی درجہ کے مواحد۔ عالم بے بدل اور ولی اللہ تھے ہل خود چلاتے۔ فصل کی کٹائی خود کرتے اور جب کسی کو خط تحریر فرماتے تو اپنے آپ کو لاشئی لکھتے۔ عربی دان ہی لاشئے کا زور سمجھ سکتے ہیں۔ انگریزی دان نہیں سمجھ سکتے۔ وہ جب زندہ تھے تو مجھے کوئی پوچھتا کہ کوئی اللہ کا بندہ بتلایئے جس سے خدا یاد کرنا سیکھیں تو میں ان کا پتہ دیا کرتا تھا۔ ان کے بعد اب پنجاب میں ان کے پایہ کا کوئی نہیں ہے

کبر کبر یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو اعلٰی اور دوسروں کو ذلیل سمجھے اس کا علاج میں نے یہ عرض کیا تھا کہ ہر شخص اپنے گناہوں کا ایک سائن بورڈ بنائے۔ اور نفس کو یہ کہے کہ اگر تیرے یہ گناہ لوگوں کو معلوم ہو جائیں تو کوئی تیرے منہ پر بھی نہ تھوکے یہ اللہ تعالٰی کا فضل ہے کہ وہ ستاری سے کام لے رہا ہے۔ اگرچہ وہ گناہ توبہ سے معاف ہو گئے ہیں۔ لیکن پھر بھی یاد رہنے چاہئیں۔ کہ ہوئے کیوں؟ جس طرح ایک نوجوان نے غصّہ میں باپ کو ایک تھپڑ رسید کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہوش آئی تو باپ کے پاؤں پر گر کر گڑ گڑا کر معافی مانگی اور باپ نے معاف بھی کر دیا۔ لیکن اگر مسخ نہیں ہو گیا تو جب یہ واقعہ یاد آئے گا تو سر شرم کے مارے جھک جائے گا۔

حسد حسد یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کسی کو کوئی نعمت عطا فرمائے اور یہ کہے کہ اس سے چھن جائے اور مجھے مل جائے۔ بعض عورتیں جادو کرواتی ہیں کہ دوسری عورت کا بیٹا مر جائے اور اس کے ہاں ہو جائے۔ جادو برحق ہے۔ لیکن اس کا سیکھنا سکھانا گناہ ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ دل کو یوں سمجھایا جائے کہ اگر فلاں چیز مجھ کو مل جاتی تو ممکن ہے میرا ایمان سلامت نہ رہتا

(باقی صفحہ ۳ کالم ۳ پر)

فوائد ذکر

(از جناب ضیاء الدین صاحب قریشی خطیب واہ چھاؤنی)

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اللہ تعالیٰ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب کی عمر میں برکت عطا فرمائے جن کے ارشادات عالیہ سے الحمدللہ ہزارہا انسان فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ مجھے ذاتی طور پر معلوم ہے کہ بہت ایسے دوست تھے۔ جو اپنے وقت ویسے ضائع کر دیتے تھے الحمدللہ اب مطالعہ "خدام الدین" خصوصاً مجلس ذکر کے اثر سے گزشتہ سے ندامت اور آئندہ کے لئے ذکر الٰہی کی طرف توجہ پیدا ہو چکی ہے۔ اس وقت جس چیز کی اشد ضرورت ہے وہ ہے اطمینان قلب مکانوں اور زمینوں اور تجارتوں کے باوجود اطمینان و سکون مفقود ہے۔ حضرت کو اللہ تعالیٰ تا قیامت سلامت رکھے کہ جنہوں نے قرآن و حدیث کی روشنی میں واضح کیا۔ کہ سکون و اطمینان صرف اللہ تعالیٰ کے نام سے آتا ہے۔ اور اس کی صحیح صورت یہ ہے۔ کہ اللہ والوں سے اپنا تعلق پیدا کر کے ان کے بتلائے ہوئے اصولوں کے مطابق ذکر کرنا شروع کر دے راقم کا ارادہ ہوا کہ کچھ فوائد ذکر کے عرض کر دیئے جائیں۔ کیونکہ جس چیز کی قیمت معلوم نہ ہو اس کی کوئی قدر ذہن میں نہیں ہوتی۔ فوائد ذکر پر علامہ ابن قیمؒ نے نے ایک رسالہ عربی میں الوابل الصیب نامی لکھا ہے۔ انہوں نے کوئی سو سے زیادہ فوائد ذکر بتلائے ہیں۔ ہم اختصار کے پیش نظر بعض فوائد نقل کرتے ہیں۔

(۱) ذکر شیطان کو دفع کرتا ہے اور اس کی قوت کو توڑتا ہے (۲) اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا سبب ہے (۳) دل سے غم و فکر کو دور کرتا ہے (۴) دل میں فرحت و سرور و انبساط پیدا کرتا ہے (۵) بدن کو اور دل کو قوت بخشتا ہے (۶) چہرہ اور دل کو منور کرتا ہے (۷) رزق کو کھینچتا ہے (۸) ذکر کرنے والے کو ہیبت اور حلاوت کا لباس پہناتا ہے (۹) اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرتا ہے (۱۰) اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع پیدا کرتا ہے (۱۱) اللہ تعالیٰ کی معرفت کا دروازہ کھولتا ہے (۱۲) دل کو زندہ کرتا ہے۔ (۱۳) دل اور روح کی روزی ہے۔ (۱۴) دل کو زنگ سے صاف کرتا ہے (۱۵) لغزش اور خطاؤں کو دور کرتا ہے (۱۶) اللہ کے عذاب سے نجات کا ایک ذریعہ ہے (۱۷) اللہ کے ذکر کی برکت سے جھوٹ اور غیبت وغیرہ سے محفوظ رہتا ہے (۱۸) قیامت کے دن حسرت و افسوس سے محفوظ رکھے گا (۱۹) ذکر کا نور دنیا اور قبر اور حشر میں ساتھ ہو گا۔ (۲۰) ذکر دل کی بیماریوں کا علاج ہے۔ (۲۱) آدمی کے دل میں ایک گوشہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا کسی بھی چیز سے پُر نہیں ہوتا۔ ذاکر آدمی جب ذکر کرتا ہے تو وہ نہ صرف اس گوشہ کو پُر کرتا بلکہ ذاکر کو بغیر مال کے غنی کر دیتا ہے۔ اور بغیر کنبہ و جماعت کے لوگوں کے دلوں میں عزت والا بنا دیتا ہے۔ (۲۲) ذکر کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فرشتوں کی دعا ہوتی ہے (۲۳) ذکر کی مجلسیں فرشتوں کی مجلسیں ہیں (۲۴) ذکر کی مجلسیں جنت کے باغات ہیں (۲۵) اللہ تعالیٰ شانہٗ ذکر کرنے والوں کے اوپر فرشتوں کے سامنے فخر فرماتے ہیں (۲۶) ذکر پر مداومت کرنے والا جنت میں ہنستا ہوا داخل ہوتا ہے (۲۷) تمام اعمال میں وہ عمل افضل ہے جس میں ذکر کی کثرت کی جائے (۲۸) ذکر سے باقی عبادات میں آسانی ہوتی ہے۔ عبادات میں مشقت معلوم نہیں ہوتی بلکہ لذت آتی ہے (۲۹) ذکر سے جنت میں گھر تعمیر ہوتے ہیں۔ جب ذکر سے کوئی بندہ رک جاتا ہے تو فرشتے بھی گھر بنانے سے رک جاتے ہیں۔ (۳۰) جو شخص سات مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم، پڑھے۔ اس کے لئے ایک گنبد جنت میں تعمیر ہو جاتا ہے۔ (۳۱) سبحان اللہ یا الحمدللہ کہنے سے ایک درخت جنت میں لگ جاتا ہے۔ اور جنت کے درخت ایسے ہوں گے، بخاری شریف میں آتا ہے۔ اگر ایک سو سال تیز سوار اس کے نیچے چلے تو اس کا سایہ ختم نہ ہوگا۔ (۳۲) جس پہاڑ پر یا میدان میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو وہ فخر کرتا ہے۔

سب ذکروں میں افضل لا الہ الا اللہ ۴۴

بقیہ مجلس ذکر صفحہ ۰ سے آگے:-

اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں

ریاء سے نیکی پر واہ واہ کرانا یہ ریا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ ہر وقت خدا کو حاضر ناظر سمجھا جائے۔ زبان پہ اللہ ھُو کا ذکر ہو۔ خیال میں فقط اللہ تعالیٰ کا تصور ہو۔ نہ زمین رہے نہ آسمان رہے۔ نہ انسان رہے اور نہ شیطان رہے دل پر اللہ ھُو کی ضربیں لگائی جائیں یہ سبق اگر پک جائے تو ریا نہیں رہتی

آج میں ایک نئی چیز عرض کرنا چاہتا ہوں۔ روزانہ یا دوسرے تیسرے روز اپنا امتحان لیا کیجئے کہ عُجب۔ کبر۔ حسد اور ریاء ہے یا نہیں اس کو مراقبہ کہتے ہیں۔ ایک دفعہ مراقبہ کرنے سے کام نہ چلے گا۔ میں نے پہلے ایک مجلس میں عرض کیا تھا کہ روحانی صحت بنتی اور بگڑتی رہتی ہے۔ اس لئے بار بار مراقبہ کی ضرورت ہے۔ اگر ان امراض روحانی میں مبتلا ہے تو توبہ کرے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے شفا عطا فرما دی ہے تو اس کا شکر ادا کرے۔ توبہ کے بعد بھی ڈر ہے کہ شیطان پھر کسی روحانی بیماری میں مبتلا نہ کر دے۔ اس لئے ہر وقت چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔ جیسے بعض لوگ ہر وقت تھرما میٹر ساتھ رکھتے ہیں کہ کہیں بخار تو نہیں ہو گیا۔ ادھر بھی ہر وقت تھرما میٹر ساتھ رکھنے کی ضرورت ہے۔ کہ کہیں روحانی صحت بگڑ تو نہیں گئی۔ یہی احتساب ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ہر وقت صحت روحانی کی جانچ پڑتال کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اگر کسی وقت بگڑ جائے تو فوراً توبہ کے ذریعے اس کو بحال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین الٰہ العالمین۔

۴۴ ہے۔ اور سب دعاؤں میں افضل الحمدللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اللہ والوں کی جوتیاں اٹھانی نصیب فرمائے۔ وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

مُحسنۂ کائنات

(از جناب ماسٹر لال دین صاحب اخگرؔ بی۔ اے بی ٹی خانقاہ ڈوگراں)

قسط نمبر ۱۴

"سین"

"اکبر کو مرے ہوئے۔ دوسرا دن ہے۔ کہ مولوی عبدالعزیز صاحب بھی آن پہنچے۔ تمام عزیز و اقارب دور و نزدیک سے فاتحہ خوانی کے لئے آ رہے ہیں۔ گھر میں اگرچہ شیون و بُکا کی آوازیں ہروقت آتی رہتی ہیں۔ مگر باہر مولوی عبدالعزیز کی آمد کی وجہ سے صفِ فاتحہ خوانی کا انداز خالص اسلامی بنا ہُوا ہے۔ ہر وقت دینی مسائل۔ انبیاء کرام کے حالات اور تذکرہ ہائے سلف صالحین نہایت مؤثر اسلوب میں پیش کئے جاتے ہیں۔ حاضرین حُقّہ نوشی کی بجائے نہایت توجہ سے پند و نصائح کے سننے میں محو رہتے ہیں۔"

بشیر۔ لو! مولوی صاحب بھی تشریف لے آئے۔

مولوی عبدالعزیز (نہایت افسردگی اور سنجیدگی سے) السّلام علیکم۔

حاضرین۔ وعلیکم السلام۔ آئیے تشریف رکھئے۔

مولوی صاحب۔ مَیں ذرا گھر جا کر آتا ہوں۔ (گھر چلے جاتے ہیں)

"ہاجراں کے سوا زہرہ۔ صفیہ اور سعید وغیرہ مولوی صاحب کو دیکھ کر رونے لگتے ہیں۔"

مولوی صاحب۔ بہن زہرہ! اللہ تعالےٰ کو یہی منظور تھا۔ (سعید کو بغل میں لیکر) کہ باپ کا سایہ آپ لوگوں کے سروں پر سے اُٹھ جائے۔

زہرہ۔ بھائی جی۔ سایہ کیا اُٹھ گیا۔ ہماری تو دُنیا اندھیر ہی ہو گئی۔ سعید اور صفیہ تو اُس وقت سے چپ ہی نہیں کرتے۔ مَیں ہر طرح سے سمجھاتی ہوں کہ یہ معاملہ سب سے ہو کر ہی رہتا ہے۔ مگر صفیہ تو سعید سے بھی بڑھ گئی ہے۔

ہاجراں۔ بیٹا۔ بیٹھ جاؤ۔

مولوی صاحب۔ خالہ جان! ہمارے بزرگ کتنے دن بیمار رہے؟

ہاجراں۔ بیمار تو دس بارہ دن ہی رہے تھے۔ مگر آخری دو تین دنوں میں زیادہ ہی زیادہ کمزور ہوتے گئے۔

صفیہ (رو کر) بھائی جی! میرے ابا جی، جنّت میں پہنچ گئے ہونگے؟

مولوی صاحب۔ اللہ تعالےٰ آپ کے ابّا جی کو جنّت میں پہنچائے۔ بڑے ہی بُردبار اور سادہ لوح انسان تھے۔ (نذیراں بھی مولوی عبدالعزیز کی آواز سُن کر باہر آ جاتی ہے)

مولوی صاحب۔ بہن نذیراں بھی گھر پر ہی تھیں؟

نذیراں۔ ہاں بھائی صاحب۔ بال بچّوں کی کہئے؟

مولوی صاحب۔ خیریت ہے۔ اللہ تعالےٰ کا بڑا احسان ہے۔

"مولوی صاحب سعید کو ہاتھ سے پکڑ کر پیار اور دلاسا کی باتیں کرتے ہوئے باہر آدمیوں میں آ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور فاتحہ خوانی کے بعد گفتگو شروع ہو جاتی ہے۔"

مولوی صاحب۔ (بشیر سے مخاطب ہو کر) آپ نے بالکل بروقت ہی خالو جی کے بیمار ہونے کے متعلق خبر دی۔

بشیر۔ اللہ تعالےٰ کو کچھ ایسا ہی منظور تھا۔ ورنہ آپ کو کئی دن پہلے ہی مطلع کر دیا جاتا۔ ہمیں تو افسوس ہے کہ ہم اُن کا چنداں علاج بھی نہ کر سکے۔

مولوی صاحب۔ ہاں جی۔ گاؤں میں طبیب بھی کم ہی ہوتے ہیں۔ باقی آپ . . .

بشیر۔ بس کچھ دن بیمار رہے۔ اور آخری رات مرنے سے پہلے مجھے بُلایا۔ چند ایک باتیں کیں۔ اور ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئے۔

"بعض حاضرین اشارہ و کنایہ سے مولوی عبدالعزیز کے متعلق ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں۔ مگر جو پہلے سے واقف ہیں وہ اُن کی گفتگو کے منتظر بیٹھے ہیں۔ لہٰذا مولوی صاحب بھی مختصر سوال و جواب کے بعد اپنے ناصحانہ انداز میں بات چیت شروع کر دیتے ہیں۔"

مولوی عبدالعزیز۔ بچپن میں انسان اپنے گرد و پیش سے بالکل بے خبر ہو کر زندگی بسر کر رہا ہوتا ہے۔ بچّہ والدین اور برادری کے غم اور شادی میں شریک نہیں ہوتا۔ کیونکہ اُس کی شادی اور غم کے اسباب ہی کچھ اور ہی ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح لڑکوں کا معیارِ حیات ذمہ دار آدمیوں سے بالکل الگ تھلگ ہوتا ہے۔ نظیر الہ آبادی نے صرف ایک ہی شعر میں بچّوں کی لا اُبالی کا خوب نقشہ پیش کیا ہے ؎

ماں اوڑھنی کو۔ بابا پگڑی کو بیچ ڈالے
کیا عیش لُوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

مگر آہستہ آہستہ جب انسان کی شعوری پختگی کے آثار پیدا ہونے لگتے ہیں تو اُس کے لئے ہر چیز کی قدر و قیمت ہی بدل جاتی ہے۔ پہلے تو کھلیان کی بھی پروا نہ تھی۔ مگر اب ایک ایک دانے کے پیچھے بھاگتا پھرتا ہے کہاں وہ صبح و شام کھیل کود میں بسر اوقات اور کہاں فکرِ معیشت میں ہروقت گھُلنا۔ ضروریاتِ زندگی کی تکمیل اور اُس کے وسائل کی فکر میں لگے رہنا ہی دستورِ حیات بن جاتا ہے۔ اَعِزّہ و اقرباء حاکم و محکوم اور ہم پیشہ احباب غرضیکہ ہر شخص کی قدر و منزلت اور فرقِ مراتب کا پُورا پُورا احساس خود بخود ہی پیدا ہو جاتا ہے۔ احساسات کی بیداری کے بعد اگر شومیِ قسمت سے حرص و شہوت کا بھوت دل و دماغ پر مسلّط نہ ہو گیا ہو تو ہر صاحبِ دانش نوجوان خود ہی فیصلہ کر سکتا ہے۔ کہ تمام گرد و پیش میں ہر انسان کے لئے ماں باپ سے بڑھ کر کوئی بھی مُونس و غمخوار نہیں ہو سکتا۔ ساری دُنیا کے تعلقات جن میں سگے بھائی۔ بہنیں۔ بیٹا۔ بیوی۔ احباب اپنے بیگانے تمام لوگوں کے معاملات شامل ہیں۔ اُن سب کی تشریح کے لئے فقط یہ ایک سادہ سا مصرع کافی ہے۔

"اس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے کیا خوب سودا نقد ہے"

ہر کہ و مہ اپنی غرض کی تکمیل کے لئے ایک دوسرے کی طرف جھکتا ہے۔ مگر والدین کے احساسات۔ جذبات۔ طبعی میلانات دنیاوی اغراض کی آلائشوں سے پاک ہوتے ہیں۔ جہاں ساری دُنیا کے لوگ غرض کے بندے ہیں۔ وہاں والدین

(مگر اللہ والے بھی) بے طمع کے خادم ہیں۔ اور جن تنازعات میں عزیز سے عزیز احباب اور رشتہ دار بھی پھونک پھونک کے قدم رکھتے ہیں۔ وہاں ماں باپ آنکھوں پر پٹی باندھ کر کود پڑتے ہیں۔ غریب ہوں یا امیر۔ جوان ہوں یا بوڑھے۔ ادھر بچوں کی فلاح و بہبود کا سوال آیا۔ ادھر انہوں نے سپاہیانہ کمر ہمت باندھلی ہم نے دیکھا اور بارہا دیکھا۔ کہ اپاہج باپ رات دن مزدوری کرتا ہے خستہ حال ماں لوگوں کے لئے سارا دن چرخہ کاتتی ہے۔ اور چکی تک پیستی ہے۔ ان دونوں کو روکھی پھیکی روٹی بھی مشکل سے میسر آتی ہے مگر مجال ہے کہ بچوں پر فاقہ آنے پائے۔ یا ان کو کبھی ننگا پھرنے دیں۔ یا کسی تہوار پر کسی کے بچوں سے گھٹیا لباس پہنائیں یا مدرسہ کی ضروریات میں کسی سے پیچھے رہنے دیں۔ ہاں۔ ہاں۔ ایک ماں اور باپ دس بچوں کو پال کر جوان کر لیتے ہیں۔ مگر دس نوجوان شادی شدہ ایک ماں باپ کو بڑھاپے میں خوش نہیں رکھ سکتے۔ ع

جیف گر ایں پس امروز شود فردائے ما

ہم نے اکثر دیکھا ہے۔ کہ پھر بیاہ شادی کے موقعہ پر اپنی حیثیت سے بہت زیادہ قرضے لئے جاتے ہیں۔

بشیر (بات کاٹ کر) والد مرحوم نے میری شادی کے موقعہ پر چار سو روپے قرضے پر لئے تھے۔ جو بڑی مشکل کے ساتھ دو سال کے بعد ادا کئے۔

مولوی عبدالعزیز۔ ہاں بھائی صاحب ایسی مثالیں تو ہر گھر میں موجود ہیں۔ بلکہ بعض حالات میں تو والدین اپنی عزت اور آرام بلکہ جان تک کی بھی پروا نہیں کرتے ہیں۔ مگر اپنی اولاد کو ہر گزند سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں لہٰذا اب والدین کے حق میں محولا بالا مصرع اگر یوں پڑھا جائے۔ تو زیادہ مناسب ہوگا۔

ع "اس ہاتھ سے لے اُس ہاتھ سے لے یہ سودا سارا تیرا ہے"

حاضرین مجلس نہایت توجہ سے مولوی صاحب کی گفتگو سن رہے ہیں۔ اور وہ بھی پورے انہماک سے اپنے سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے اب بشیر سے فرماتے ہیں۔ بشیر جاؤ گھر سے قرآن مجید لاؤ۔ میرا وضو ہے۔ دل چاہتا ہے۔ کہ میں ان بزرگوں اور دوستوں کے سامنے حضرت نوح علیہ السلام کی پدرانہ شفقت اور کنعان کی متمردانہ روش کا تذکرہ بیان کروں۔ امید ہے۔ اتنے میں نماز ظہر کا وقت ہو جائے گا۔ بشیر فوراً گھر سے قرآن مجید لے آتا ہے۔ مولوی عبدالعزیز قرآن مجید کھولتے ہی یہ آیت تلاوت کرتے ہیں۔ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا (اور ہم نے اس قرآن حکیم میں لوگوں کی ہدایت کے لئے ہر قسم کی مثالیں پھیر پھیر کر بیان کی ہیں۔ مگر اکثر لوگ ناشکری کئے بغیر نہیں رہتے)

مولوی عبدالعزیز:۔ پارہ بارہ رکوع چوتھا شروع (تلاوت کرتے ہیں۔ اس کے بعد مختصر طور پر اس قصے کی تمہید کے متعلق بیان فرماتے ہیں) حضرت نوح علیہ السلام اولوالعزم پیغمبروں میں سے ہوئے ہیں۔ آپ نے اپنی قوم کے سامنے ساڑھے نو سو برس تک احکام خداوندی پیش کئے۔ مگر قوم میں شریروں کا گروہ برسر اقتدار ہی رہا۔ آپ کے پیرو کار کمزور اور تعداد میں کم ہی رہے۔ آپ کی بیوی اور آپکا بیٹا کنعان بھی آپ کے خلاف کفار کے لئے جاسوسی کیا کرتے تھے۔ اس خطرناک ماحول میں ساڑھے نو صدیاں تبلیغ کرنے کے بعد آپ نے پروردگار عالم سے گڑگڑا کر عرض کیا۔ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ (اے خدا میری پر ہدایت تدابیر اس قوم کی اصلاح کے لئے ناکافی ثابت ہوئی ہیں۔ لہٰذا ان کی شرارتوں کا مزہ چکھانے کے لئے تو اپنے جوش انتقام کو کام میں لا) اس موقعہ پر ارشاد ہوا۔ کہ آپ غمگین نہ ہوں بلکہ ہماری نگرانی میں ہماری ہدایت کے مطابق ایک کشتی بنائیں۔ کیونکہ اس قوم کی تباہی کے لئے ایک بے پناہ طوفان آنے والا ہے۔ لہٰذا نوح علیہ السلام نے باذن اللہ کشتی تیار کر لی۔ اور طوفان بھی بپا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے چلنے اور طوفان کے خوفناک منظر کو یوں پیش کیا ہے۔ وَهِیَ تَجْرِیْ فِیْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ (اور وہ کشتی اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہاڑ جیسی بلند موجوں میں نہایت سلامتی سے چلتی تھی)

جب کفار حضرت نوح علیہ السلام کے سامنے نہایت ذلت سے طوفانی امواج کی لپیٹ میں آ رہے تھے تو عین اس موقعہ پر نوح علیہ السلام نے اپنے نافرمان بیٹے کنعان کو بھی مبتلا پایا۔ تو فرمایا۔ یٰبُنَیَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِیْنَ (اے میرے لخت جگر آ ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جا۔ اور کفار کی معیت آج تو کم از کم چھوڑ دے) مگر بیٹا جو اپنی بد فطرت ماں کے سمیت کفار کا ووٹر تھا نہایت لاپرواہی سے کہنے لگا۔ قَالَ سَاٰوِیْۤ اِلٰى جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ (قریب ہے۔ کہ میں کسی پہاڑ پر پناہ لے لونگا جو مجھے اس سیلاب سے بچالیگا) نفسیاتی نکتہ اس مقام پر یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ بدبخت اپنے شفیق باپ کی ہر محبت بھری دعوت کو ٹھکرانے کا عادی تھا۔ لہٰذا عین ہلاکت اور مصیبت میں بھی اپنی عادت مستمرہ کے اندھے پن میں ہی محصور رہا۔ اس کو کیا خبر تھی۔ کہ ان موقعوں پر انبیاء کرام کی متابعت اور غلامی ہی ساحل مراد تک پہنچا سکتی ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام بیٹے سے نہایت خشک جواب سن کر بھی شفقت پدرانہ اور شان پیغمبرانہ سے انکشاف حقیقت پر اتر آئے فرمایا۔ قَالَ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ۔ (فرمایا۔ آج کے دن اللہ تعالیٰ کے حکم سے کوئی بھی بچانے والا نہیں۔ لیکن جس پر وہ خود رحم فرمائے) پروردگار عالم کو یہ گفتگو جس میں باپ کی شفقت کی انتہا اور مغرور بیٹے کی رعونت کی شدت آخری درجہ کو پہنچی ہوئی تھی۔ پسند نہ آئی۔ لہٰذا وَحَالَ بَیْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ (باپ اور بیٹے کی گفتگو کو درمیان میں ایک طوفانی لہر نے حائل ہو کر ختم کر دیا۔ اور کنعان بدنصیب اسی لہر کا شکار ہو کر رہ گیا)

خیر طوفان بحکم پروردگار عالم اپنے وقت مقررہ پر ختم ہوا۔ تو حضرت نوح علیہ السلام حضور باری تعالیٰ میں عرض کرنے لگے۔ وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ (حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے مخصوص ہادیانہ انداز میں اللہ تعالیٰ سے عرض کیا۔ اے میرے رب میرا کنعان تو میرے اہل سے تھا) وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ (اور تیرا وعدہ تو ہمیشہ صداقت پر مبنی ہے۔ اور تو سب منصفوں سے بڑا منصف ہے) قرآن مجید کا مطالعہ کرنے والوں پر یہ حقیقت بھی واضح ہے۔ کہ اس کے ساتھ ہی ارشادِ خداوندی یہ بھی تھا۔ اِلَّا مَنْ سَبَقَ الْقَوْلُ (مگر جس پر پہلے حکم ہو چکا ہے) اور دوسرے ابتدائی مقام پر یہ بھی نوح سے کہا جا چکا تھا۔ وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ (آپ ظالموں کے حق میں میرے سامنے سفارش نہ لائیں۔ وہ لازماً انجام کار غرق ہونے والے ہیں) بات یہ تھی۔ کہ طوفانی لہروں میں

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

تعارف بالقرآن

(ازجناب چوھدری قطب الدین صاحب حکیمِ حاذق مبلغ اسلام ملتان چھاؤنی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بعد - برادرانِ اسلام - خداعز وجل شانہٗ کی حمد وثنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کے بعد عرض ہے کہ دُنیا میں شروع سے لے کر آج تک یہی دستور چلا آتا ہے کہ جب کوئی کسی بڑے یا چھوٹے آدمی کے پاس پیغام لے کر آتا ہے تو لازمی طور پر اس سے دریافت کیا جاتا ہے کہ تم کو کس نے بھیجا ہے اور کس کے پاس آئے ہو۔ اور تمہارا آنے کا مقصد کیا ہے - اور کیا پیغام لائے ہو وغیرہ وغیرہ لازمی طور پر مکمل تعارف کیا جاتا ہے اور پھر دیکھا جاتا ہے کہ اس کے بھیجنے والا کون ہے۔ ہمارا دوست ہے یا دشمن - اگر وہ کسی دوست یا قریبی رشتہ دار کی طرف سے ہوتا ہے تو مقدور سے باہر ہوکر اسکی خاطر تواضع کی جاتی ہے - اگر خدانخواستہ کسی دشمن کی طرف سے پیغام یعنی چیلنج ہو تو فکر پڑ جائے گا - اور سوچ بچار شروع ہو جائیگی کہ کس طرح اس کے وار کو روکا جائے۔ اور اگر کسی رشتہ دار کی موت کی خبر آجائے تو اور بھی رنج و الم کا سماں بن جاتا ہے - اسی طرح جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوّت کیا اور قرآن کا نزول ہُوا تو دُنیا میں کہرام مچ گیا - کیونکہ کفر کی دُکانیں بند ہونے اور بستر جھاڑ کر بھاگنے کا وقت آگیا تھا - شور اور حشر بپا کرنے والے وہ لوگ تھے جنہیں اپنی سرداری اور چوہدرائی کا خاتمہ نظر آرہا تھا - یا جن کا من گھڑت دین خاتمہ پذیر تھا - ان کے لئے تو حقیقتاً حشر بپا ہوگیا - جن کی ہر قسم کی عزّ و جاہ ختم ہوگئی -

کفّارِ مکّہ قرآن کو منزل من اللہ نہ مانتے تھے - ان کے چند سوالات اور قرآن میں ان کے جوابات ملاحظہ ہوں -

سوال نمبر ۱

تم کس کے پاس آئے ہو - جواب ذیل میں ملاحظہ ہو -

(وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا

الآیہ سورہ البقرہ رکوع ۳ پارہ ۱

ترجمہ - اگر تمہیں اس کتاب کے متعلق کچھ شک ہے جو ہم نے اپنے بندے پر نازل فرمائی ہے تو تم بھی اس جیسی ایک سورت بنا لاؤ - اور اپنے حمایتیوں کو بھی ساتھ ملالو جو تم نے خدا کے سوا بنا رکھے ہیں

مطلب یہ ہُوا کہ قرآن نے حضور کی معرفت صاف صاف جواب دیا کہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہوں - اگر تمہیں کچھ شک ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خود بنا لیتے ہیں تو تم بھی اس جیسی ایک صورت بنالاؤ - یہ ایک چیلنج تھا اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ جن کو تم خدا کے سوا معبود بنائے پھر رہے ہو ان کو بھی کہہ دو وہ بھی زور لگا لیں - چنانچہ حضرت علیؓ نے ایک دفعہ سورۂ کوثر لکھ کر کعبہ کی دیوار کے ساتھ لٹکا دی - جب کفار مکّہ کے فصیح اور بلیغ لوگوں نے اُس کلام پاک کو دیکھا تو حیران رہ گئے - آخر انہیں یہی کہنا پڑا کہ یہ انسانی کلام نہیں - یعنی مان گئے قرآن جیسی کلام لکھنا کسی انسان کا کام نہیں -

سوال نمبر ۲

پھر انہوں نے سوال کیا کہ مان لیا کہ قرآن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہُوا ہے - لیکن ہمیں یہ تو بتادے کہ اسے بھیجنے والا کون ہے - تو قرآن نے اپنا تعارف کرانے کی غرض سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت جواب دیا - سُنیئے -

تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْہِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ سورہ سجدہ رکوع ۱۳ پارہ ۲۱

ترجمہ - یہ کتاب تمام جہان کے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے - اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے -

مطلب یہ ہُوا کہ جس کتاب کا دعوےٰ ہو کہ وہ رب العالمین کی طرف سے ہے اور اس میں کوئی شک وشبہ کی قطعاً گنجائش ہی نہیں اور کفار مکّہ کا خیال ہے کہ پیغمبرِ خُدا ایسی باتیں خود بنا لیتے ہیں - معاذ اللہ جھوٹ طوفان ، دغا ، فریب ، خدا اور اس کے رسول کی طرف منسوب کرتے ہیں - ذرا غور کرتے اور ٹھنڈے دل سے سوچتے تو فوراً معلوم ہو جاتا کہ یہ کتاب واقعی من جانب اللہ تعالےٰ ہے - لیکن کفر جو ان کے دلوں میں قرنوں سے پیوست تھا اور شیطان جو توحید اور رسالت کی حقیقت کے راستہ پر آجانے والوں کے لئے حائل تھا وہ کب ان کو راہِ راست پر دیکھنا چاہتا تھا انہوں نے تیسرا سوال کر مارا -

سوال نمبر ۳

کفارِ مکّہ نے تیسرا سوال قرآن پر یہ کیا کہ تم کس غرض اور مقصد کے لئے تشریف لائے ہو - تو قرآن نے حضورؐ کی معرفت جواب دیا -

هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ

سورہ البقرہ رکوع ۷ پارہ ۲

ترجمہ - لوگوں کی ہدایت کے لئے اور مجھ میں حق کو باطل سے جُدا کرنے کی روشن دلیلیں بھی ہیں -

مطلب یہ ہُوا کہ جب اللہ تعالےٰ نے دیکھا کہ یہ لوگ کفر اور شرک میں حد سے بڑھے جا رہے ہیں تو رحمتِ حق جوش میں آئی اور اپنے پیغمبرؐ کو مبعوث فرمایا اور قرآن نازل فرما کر حق اور باطل کا فرق واضح کر دیا - یہ اس لئے کہ ہم لوگوں کو کس راستہ پر چلانا چاہتے ہیں - اور لوگ چل کس راستہ پر رہے ہیں - یہ جواب سُن کر چاہئے تو یہ تھا کہ لوگ گمراہی کو چھوڑ کر سیدھے راستہ پر آجاتے - لیکن شیطان جو کہ انسان کا دشمن ہے یہ کب چاہتا ہے - اس نے تو اُلٹی طرف ہی لے جانا ہے - اور لوگ بھی اسے خوش کرنا چاہتے ہیں - آج کل مسلمان کوئی نیک کام کرنا چاہتے ہیں - تو شیطان کو بھی ساتھ رکھتے ہیں - مثلاً شادی بیاہ عقیقہ وغیرہ نیک کام ہیں - اور ساتھ ساتھ باجہ بھی بجتا ہے - تاکہ شیطان بھی خوش رہے -

سوال نمبر ۴

کفارِ مکّہ نے چوتھا سوال یہ کیا کہ اے قرآن تم یہ بھی بتاؤ کہ تم کونسے مہینہ میں تشریف لائے تاکہ ہمیں آپ کی تشریف آوری کا بھی حال معلوم ہو جائے - تو قرآن نے حضورؐ کی معرفت جواب دیا -

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ

سورہ البقرہ رکوع ۷ پارہ ۲

ترجمہ - رمضان کے مہینہ میں قرآن نازل ہُوا -

اس کی تصدیق حدیث سے بھی ہوجاتی ہے کہ صحفِ ابراہیمی اور توریت اور انجیل کا نزول بھی رمضان شریف میں ہوا اور قرآن شریف کا نزول بھی اسی بابرکت مہینہ میں ہُوا - لیکن کفّارِ مکّہ کو صبر کہاں ؟ ان کی تو

صدیوں کی نمبرداری کا جنازہ نکل رہا تھا۔

سوال نمبر ۵

اس پر بھی کفار مکہ نے بس نہیں کی بلکہ پانچواں سوال اور کر دیا وہ یہ کہ اے قرآن آپ یہ بھی لگے ہاتھوں بتا دیں کہ آپ رات کو تشریف لائے یا دن کو تو قرآن نے حضورؐ کی معرفت اس سوال کا جواب بھی معقول دیا۔ سنئے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝

سورہ القدر پارہ ۳۰

ترجمہ۔ ہم نے اس کو شب قدر میں نازل کیا۔

حاصل یہ نکلا کہ جیسا پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ تمام صحائف رمضان شریف میں نازل ہوئے اور اس لئے قرآن شریف بھی رمضان شریف میں نازل ہوا اور رمضان شریف کی چوبیسویں رات کو لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر بھیجا گیا۔ اس امر کی تصدیق حجۃ الاسلام شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب قدس سرہ نے اپنی تفسیر موضح الفرقان میں فرمائی ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ کتاب بھی برکات کا خزانہ اور جس پر نازل فرمائی وہ بھی برکات اور حسنات کا مجموعہ اور مہینہ ایسا جس میں ایک نیکی کا ثواب دس گنا اور اللہ عزّ وجل کی امّتِ محمدیؐ پر شفقت اور کریمی کا عالم دیکھئے کہ گناہ کی سزا کو دس سے ضرب نہیں دیا۔ وہ اصل کا اصل ہی ملے گا۔ اور رات ایسی برکت والی ہے نزول ہوا جس میں عبادت کی جائے تو ہزار مہینے کا ثواب حاصل ہو جائے۔ اور بھیجنے والا تمام برکات اور حسنات کا خالق اور رب العالمین تو پھر پڑھنے سننے اور عمل کرنے والوں پر کیوں نہ رحمت کی بارش ہو۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو پڑھنے سننے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

سوال نمبر ۶

چھٹا سوال کفار مکہ نے یہ کیا کہ اے پیغامبر ہمیں یہ بھی بتا دو کہ آپ ایک ہی رات میں تشریف آور ہوئے تھے۔ یا کہ آہستہ آہستہ آپ کی تشریف آوری ہوئی تو قرآن نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جواب دیا۔ سنئے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِیْلًا ۝

سورہ الدھر رکوع ۱۹ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ تحقیق ہم نے قرآن کو آہستہ آہستہ نازل فرمایا۔

اس میں دو حکمتیں تھیں۔ ایک یہ کہ لوگوں کو عمل کرنے میں آسانی ہو اور دوسرے یہ کہ یاد بھی ہوتا جائے۔ اگر ایک ہی دفعہ قرآن کو نازل کیا جاتا تو لوگ احکامات الٰہیہ کو سن کر گھبرا جاتے۔ کیونکہ وہ تو آزادانہ زندگی بسر کرنے کے عادی تھے۔ مثال کے طور پر سمجھ لیجئے کہ ایک سمجھ دار حکیم اگر کسی اسہال یا پیچش کے مریض کا علاج کرے گا تو پہلے وہ اصل سبب کو معلوم کرے گا کہ اسہال اور پیچش کیوں شروع ہوئے۔ اس سبب کو روکنے کا نسخہ تجویز کرے گا۔ اگر وہ چیز رک جائے گی جس سے اسہال پیدا ہوئے۔ تو اسہال اور پیچش خود بخود رک جائیں گے لیکن برعکس اس کے کہ وہ فوراً ہی اسہال کو بند کر دے گا۔ تو مریض کو نفخ پیدا ہو جائے گی۔ اور اس کی جان خطرے میں پڑ جائے گی۔ اسی لئے اللہ عزّ وجل چونکہ حکیموں کے خالق ہیں اس لئے انہوں نے عرب کے بدوؤں کے کفر کے اسہال آہستہ آہستہ بند کئے۔ اور جب انہوں نے اس کیمیاوی نسخہ کا استعمال کیا تو ان کی نہ صرف بدنی بیماریوں کو شفا ہوئی بلکہ روحانی بیماریاں بھی کافور ہو گئیں۔ اور پھر انہوں نے دنیا کو دکھا دیا کہ محمدیؐ ہسپتال میں سو فی صدی مریض شفایاب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو محمدیؐ ہسپتال سے علاج کرانے کی توفیق عطا فرمائے۔ لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے۔ مسلمان اس ہسپتال میں بہت کم آتے ہیں۔ اس لئے امراض روحانی اور جسمانی دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہے ہیں۔ بقول شخصے کہ ؎

مریض عشق پر رحمت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اللہ محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین

سوال نمبر ۷

کفار مکہ نے کہا۔ اے رسول قبل ازیں ہم نے آپ سے جو کچھ دریافت کیا آپ نے اس کا مکمل اور مدلل جواب دیا اب یہ بھی بتا دو کہ آپ نے خدا کی طرف سے نازل ہونے کا دعوے کیا ہے اگر تمہارا دعوے سچا ہے تو تمہیں پہلی کتابوں کا بھی کچھ پتہ ہے جو کہ خدا کی طرف سے نازل ہوئی تھیں تو قرآن نے حضورؐ کی معرفت کیسا اچھا جواب دیا۔ سنئے۔

نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ ۝ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ

سورہ آل عمران رکوع ۱ پارہ ۳

ترجمہ۔ اُتاری آپ پر سچی کتاب جو تصدیق کرتی ہے پہلی کتابوں کی اور اُتارا توریت اور انجیل کو اس کتاب سے پہلے لوگوں کی ہدایت کے لئے

حاصل یہ ہوا کہ قرآن نے اپنے سے پہلی کتابوں کی بھی تصدیق فرمائی یعنی تورات اور انجیل وغیرہ اور یہ کتابیں قرآن اور اس کے لانے والے کی طرف لوگوں کی راہنمائی کر رہی تھیں اور اپنے اپنے وقت میں مناسب احکام اور ہدایات لوگوں کو دیتی تھیں۔ گویا کہ بتا دیا کہ الوہیت اور ابنیت مسیحؑ اور عزیرؑ کا عقیدہ کسی آسمانی کتاب میں موجود نہ تھا۔ کیونکہ اصول کے مطابق تمام آسمانی کتابیں متفق و متحد ہیں۔ تمام کی تمام اللہ کی توحید کا اظہار کرتی ہیں۔ کبھی کسی آسمانی کتاب سے مشرکانہ تعلیم کا اصل نہ ملا۔ جو کچھ بھی آج کل ڈھونگ نظر آ رہے ہیں سب من گھڑت ہیں۔ اور گمراہی کی طرف لے جانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام لا اِلٰہ اِلّا اللہ پڑھنے والوں کو ان گمراہ کن عقائد سے بچائے اور قرآن اور حدیث پر صحیح طریقہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سوال نمبر ۸

آٹھواں سوال کفار مکہ نے قرآن پر یہ کیا کہ بھلا یہ تو بتاؤ کہ تمہاری زبان کیا ہے۔ یعنی تم کس بولی میں بات چیت کرتے ہو۔ اس کے متعلق بھی آپ کے پاس کوئی بیّن ثبوت ہے۔ تو اس سوال کا جواب بھی قرآن نے حضورؐ کی معرفت بہت اچھا دیا۔ سنیئے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

سورہ یوسف رکوع ۱ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ ہم نے قرآن کو عربی زبان میں اُتارا ہے۔ اس لئے کہ تم آسانی سے سمجھ سکو۔

مطلب یہ ہوا کہ ملک عرب کے باشندوں کی زبان عربی تھی جو کہ اب بھی موجود ہے۔ اس لئے ان کی ہدایت کے لئے رسولؐ بھی عربی منتخب ہوئے۔ اور چشمہ ہدایت یعنی قرآن بھی عربی زبان میں نازل ہوا تاکہ ان بدّو اور جاہل لوگوں کو قرآن سمجھنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے اور پہلے خود اس کے علوم و معارف سے متعارف ہوں۔ اور پھر اور لوگوں کو اس خزانۂ رحمت سے مستفید فرمائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ابن کثیرؒ نے بھی آٹھویں سوال کے جواب کی تصدیق فرمائی ہے۔

سوال نمبر ۹

جب آٹھویں سوال کا جواب بھی کفار مکہ نے

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے فضائل

(از جناب حاجی کمال الدین صاحب مدرس لاہور کارپوریشن)

نمبر ۵

(وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ○ أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ○)

سورہ مومنون رکوع ۴ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اور جو لوگ (اللہ کی راہ میں) دیتے ہیں۔ اور اس پر بھی ان کے دل اس سے ڈرتے رہتے ہیں کہ وہ اللہ کے پاس جانے والے ہیں یہی لوگ ہیں جو نیکیوں میں دوڑنے والے ہیں اور یہی ہیں وہ لوگ جو نیکیوں کی طرف سبقت کرنے والے ہیں۔

یعنی باوجود اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے اس سے ڈرتے رہتے ہیں۔ کہ دیکھئے اللہ کے ہاں ان نیکیوں کا کیا حشر ہو۔ قبول ہوتی ہیں یا نہیں۔ یہ حق تعالےٰ کی غایت عظمت اور علومرتبہ کی وجہ سے ہے۔ جو شخص جتنا اونچے مرتبہ کا ہوتا ہے اتنا ہی اس کا خوف غالب ہوتا ہے۔ بالخصوص اس شخص کے لئے جس کے دل میں واقعی عظمت ہو۔ نیز وہ اس سے بھی ڈرتے رہتے ہیں۔ کہ اس کے خرچ کرنے میں نیت بھی ہماری خالص ہے یا نہیں۔ بسا اوقات نفس اور شیطان کے مکر کی وجہ سے آدمی کسی چیز کی نیکی سمجھتا ہے اور وہ نیکی نہیں ہوتی۔ جیسا کہ سورہ کہف کے آخر رکوع میں ارشاد ہے۔

(قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ○ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ○)

ترجمہ۔ آپ کہدیجئے کہ ہم تم کو ایسے آدمی بتائیں جو اعمال کے اعتبار سے سب سے زیادہ گھاٹے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی کوششیں دُنیا میں گئی گذری ہوگئیں۔ اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اچھے کام کر رہے ہیں۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ مومن نیکیاں کرکے ڈرتا ہے اور منافق برائیاں کرکے بے خوف ہوتا ہے۔ جن کے دلوں میں خدا تعالےٰ کی عظمت اور جلال کامل کا درجہ ہوتا ہے۔ وہ زبان سے لبیک کہتے ہوئے اس سے ڈرتے ہیں۔ کہ کہیں یہ مردود نہ ہو جائے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میں نے رسول اللہ سے پوچھا۔ یا رسول اللہ والذین یؤتون الآیہ یہ آیت شریفہ ان لوگوں کے بارے میں ہے کہ ایک آدمی چوری کرتا ہے۔ زنا کرتا ہے۔ شراب پیتا ہے اور دوسرے گناہ کرتا ہے۔ اور اس بات سے ڈرتا ہے کہ اس کو اللہ کی طرف رجوع کرنا ہے (یعنی اس کو اپنے گناہوں کی وجہ سے حق تعالےٰ شانہٗ کے حضور میں پیش ہونے کا ڈر ہوتا ہے۔ کہ وہاں جاکر کیا منہ دکھائیگا) حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ نہیں بلکہ یہ وہ لوگ ہیں کہ ایک آدمی روزہ رکھتا ہے۔ صدقہ دیتا ہے۔ نماز پڑھتا ہے۔ اور اس کے باوجود اس سے ڈرتا ہے کہ وہ قبول نہ ہو۔ دوسری حدیث میں ہے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خطائیں کرتے ہیں گناہ کرتے ہیں اور وہ ڈرتے ہیں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ وہ لوگ ہیں جو نمازیں پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ صدقہ دیتے ہیں اور اُن کے دل ڈرتے رہتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا گیا کہ وہ لوگ اعمال کرتے ہیں ڈرتے ہوئے۔ سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ وہ صدقات دیتے ہیں اور قیامت میں خدا کے سامنے کھڑے ہونے سے اور حساب کی سختی سے ڈرتے ہیں۔ حضرت حسن بصریؒ سے نقل کیا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو نیک عمل کرتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں۔ کہ کہیں ان اعمال کی وجہ سے بھی عذاب سے نجات نہ ملے۔ حضرت زین العابدین علی بن حسینؓ جب وضو کرتے تو چہرہ کا رنگ زرد ہو جاتا۔ اور جب نماز کو کھڑے ہوتے تو بدن پر کپکپی آجاتی۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو ارشاد فرمایا جانتے بھی ہو کس کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں۔

(وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○) سورہ نور رکوع ۳ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اور جو لوگ تم میں (دین کے اعتبار سے) بزرگی والے (اور دُنیا کے اعتبار سے) وسعت والے ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ وہ اہل قرابت کو اور مساکین کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو نہ دیں گے۔ اور ان کو یہ چاہئے کہ وہ معاف کردیں۔ اور درگزر کردیں۔ کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصوروں کو معاف کردے (پس تم بھی اپنے قصور واروں کو معاف کردو) بیشک اللہ تعالےٰ غفور رحیم ہے۔

سنہ ۶ ہجری میں غزوہ بنی المصطلق کے نام سے ایک جہاد ہُوا ہے۔ جس میں حضرت عائشہؓ بھی حضورؐ کے ہمراہ تھیں۔ ان کی سواری کا اُونٹ علیحدہ تھا۔ اس پر ہودج تھا۔ یہ اپنے ہودج میں رہتی تھیں۔ جب چلنے کا وقت ہوتا چند آدمی ہودج کو اُٹھاکر اُونٹ پر باندھ دیتے۔ بہت ہلکا پھلکا بدن تھا۔ اُٹھانے والوں کو اس کا احساس بھی نہ ہوتا تھا کہ اس میں کوئی ہے یا نہیں۔ اس لئے کہ جب چار آدمی مل کر ہودج کو اُٹھائیں اس میں ایک کم سن ہلکی پھلکی عورت کے وزن کا کیا پتہ چل سکتا ہے حسب معمول ایک منزل پر قافلہ اُترا ہُوا تھا۔ جب روانگی کا وقت ہُوا تو لوگوں نے ان کے ہودج کو باندھ دیا۔ یہ اس وقت استنجے کے لئے تشریف لے گئیں تھیں۔ واپس آئیں تو دیکھا کہ ہار نہیں ہے جو پہن رہی تھیں یہ اس کو تلاش کرنے چلی گئیں۔ پیچھے یہاں قافلہ روانہ ہوگیا۔ یہ تنہا اس جنگل بیابان میں کھڑی رہ گئیں۔ اُنھوں نے خیال فرمایا۔ کہ جب راستے میں حضورؐ کو میرے نہ ہونے کا علم ہوگا۔ تو آدمی تلاش کرنے اسی جگہ آئے گا وہیں بیٹھ گئیں اور جب نیند کا غلبہ ہُوا تو سوگئیں۔ اپنے نیک اعمال کی وجہ سے طمانیت قلب تو حق تعالیٰ شانہٗ نے ان سب حضرات کو کمال درجہ کی عطا فرما ہی رکھی تھی۔ آج کل کی کوئی عورت ہوتی تو تنہا جنگل بیابان میں رات کو نیند آنے کا تو ذکر ہی کیا خوف کی وجہ سے رو رو کر صبح کر دیتی۔ حضرت صفوان بن معطلؓ ایک بزرگ صحابی تھے جو قافلہ کے پیچھے اس لئے رہا کرتے تھے کہ راستے میں گری پڑی چیز کی خبر رکھا کریں۔ وہ صبح کے وقت جب اس جگہ پہنچے تو ایک آدمی کو پڑے دیکھا اور چونکہ پردے کے نازل ہونے سے پہلے حضرت عائشہؓ کو دیکھا تھا اس لئے یہاں ان کو پڑا دیکھ کر

پہچان لیا اور زور سے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ ان کی آواز سے ان کی آنکھ کھلی۔ اور مُنہ ڈھانک لیا۔ انہوں نے اپنا اُونٹ بٹھایا۔ یہ اس پر سوار ہوگئیں اور وہ اُونٹ کی نکیل پکڑ کر لے گئے اور قافلہ میں پہنچا دیا۔ عبد اللہ بن اُبی جو منافقوں کا سردار اور مسلمانوں کا سخت دشمن تھا اس کو تہمت لگانے کا موقع مل گیا۔ اور خوب اس کی شہرت کی۔ اُس کے ساتھ بعض بھولے مسلمان بھی اس تذکرہ میں شامل ہوگئے۔ اور اللہ کی قدرت اور شان کہ ایک ماہ تک یہ ذکر تذکرے ہوتے رہے۔ لوگوں میں کثرت سے اس واقعہ کا چرچا ہوتا رہا اور کوئی وحی وغیرہ حضرت عائشہؓ کی براءۃ کی نازل نہ ہوئی۔ حضورؐ اور مسلمانوں کو اس حادثہ کا سخت صدمہ تھا اور جتنا بھی صدمہ ہونا چاہیئے تھا وہ ظاہر ہے۔ حضورؐ مردوں سے اور عورتوں سے اس بارہ میں مشورہ فرماتے تھے۔ احوال کی تحقیق فرماتے تھے۔ مگر یکسوئی کی کوئی صورت نہ ہوتی۔ ایک ماہ کے بعد سورہ نور کا مستقل ایک رکوع قرآن پاک میں حضرت عائشہؓ کی براءۃ میں نازل ہُوا اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان لوگوں پر سخت عتاب ہُوا۔ جنہوں نے بے دلیل بے ثبوت اس تہمت کو شائع کیا تھا۔ اس واقعہ کو شہرت دینے والوں میں حضرت مسطحؓ ایک صحابی بھی تھے جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے رشتہ دار تھے اور حضرت ابوبکرؓ ان کی خبرگیری اور اعانت فرمایا کرتے تھے۔ اس تہمت کے قصّے میں ان کی شرکت سے حضرت ابوبکرؓ کو بہت رنج ہُوا اور ہونا بھی چاہیئے تھا۔ کہ انہوں نے اپنے ہوکر بے تحقیق بات کو پھیلایا۔ اس رنج میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قسم کھالی کہ مسطحؓ کی اعانت نہ کرینگے۔ اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہُوئی جو اُوپر لکھی گئی۔ اور حضرت صدیق اکبرؓ کے علاوہ بعض دوسرے صحابہؓ نے بھی ایسے لوگوں کی اعانت سے ہاتھ کھینچ لیا تھا۔ جنہوں نے اس تہمت میں زیادہ حصّہ لیا تھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مسطحؓ نے اس میں بہت زیادہ حصہ لیا تھا۔ اور حضرت ابوبکرؓ کے رشتہ دار تھے۔ اور انہیں کی پرورش میں رہتے تھے۔ جب براءۃ نازل ہوئی تو حضرت ابوبکرؓ نے قسم کھالی کہ ان پر خرچ نہ کریں گے۔ اس پر یہ آیت ولا یاتل نازل ہوئی اور آیت شریفہ کے نازل ہونے کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے ان کو اپنی پرورش میں پھر لے لیا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اس آیت شریفہ کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے جتنا پہلے سے خرچ کرتے تھے اس کا دو چند کر دیا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ دو یتیم تھے جو حضرت ابوبکرؓ کی پرورش میں تھے۔ جن میں سے ایک مسطحؓ تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے دونوں کا نفقہ بند کرنے کی قسم کھا لی تھی۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ میں کئی آدمی ایسے تھے جنہوں نے حضرت عائشہؓ کے اُوپر بہتان میں حصہ لیا جس کی وجہ سے بہت سے صحابہ کرام جن میں حضرت ابوبکرؓ بھی ہیں ایسے تھے جنہوں نے قسم کھالی تھی کہ جن لوگوں نے اس بہتان کی اشاعت میں حصّہ لیا ان پر خرچ نہ کرینگے اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہُوئی کہ بزرگی والے اور وسعت والے حضرات اس کی قسم نہ کھائیں کہ وہ صلہ رحمی نہ کرینگے۔ اور جس طرح پہلے خرچ کرتے تھے اسی طرح خرچ نہ کرینگے۔ کس قدر مجاہدہ عظیم ہے کہ ایک شخص کسی کی بیٹی کی آبرو ریزی میں جھوٹی باتیں کہتا پھرے اور پھر وہ اس کی اعانت اسی طرح کرے جس طرح پہلے سے کرتا تھا۔ بلکہ اُس سے بھی دو چند کر دے۔ اور آج کل تو اگر خدانخواستہ ہم جیسے نااہلوں کے ساتھ اس قسم کا واقعہ پیش آجائے۔ اعانت تو کس کی۔ لڑنے مرنے کو تیار ہو جائیں کچہری عدالت تک نوبت پہنچائیں اور جب تک سزا نہ کرالیں چین نہ لیں۔ اللہ تعالےٰ صبر اور شکر کی دولت سے ہم سب کو نوازیں۔ آمین ثم آمین۔

(وَالَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّھِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ سورہ شوریٰ رکوع ۴ پارہ ۲۵

ترجمہ اور جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مانا۔ اور نماز کو قائم کیا اور اُن کا ہر مہتم بالشان) کام مشورے سے ہوتا ہے۔ اور جو ہم نے اُن کو دیا ہے۔ اس سے وہ خرچ کرتے رہتے ہیں (ایسے لوگوں کے لئے حق تعالےٰ شانہٗ کے یہاں جو عطایا ہیں وہ دُنیا کے ساز و سامان سے بدرجہا بہتر اور پائدار ہیں)

ان آیات میں کامل لوگوں کی بہت سی صفات ذکر کی ہیں۔ اور ان کے لئے حق تعالےٰ شانہٗ نے اپنے پاس جو ہے اور وہ دُنیا کی نعمتوں سے بدرجہا بہتر ہے۔ اس کا وعدہ فرمایا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ ان آیات میں للذین آمنوا وعلی ربھم یتوکلون سے بالترتیب حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کی خصوصی صفات اور وقتی حالات کی طرف اشارہ ہے۔ اور حضرت صدیق اکبرؓ سے لے کر حضرت علیؓ بلکہ حضرت حسنینؓ کے زمانہ تک کے احوال سے خلافت کی ترتیب کی طرف اشارہ ہے اور اس ترتیب سے صفات و احوال پر تنبیہ ہے۔ جس ترتیب سے حضرات کی خلافت ہوئی اور ان آیات میں اشارہ کے طور پر آخرت میں ان حضرات خلفائے راشدین کے لئے بہت کچھ عطایا کا وعدہ ہے اور الفاظ کے عموم سے ان سب لوگوں کے لئے وعدہ ہے جو ان صفات کو اپنے اندر پیدا کرنے کا اہتمام کریں۔ کاش ہم مسلمانوں کو دین کا شوق ہوتا اور قرآن و حدیث کے بتلائے ہُوئے بہترین اخلاق کو تلاش کر کے اپنانے کا جذبہ ہوتا مگر ہمارے اخلاق اس قدر گرتے جا رہے ہیں بلکہ گر چکے ہیں کہ ان کو دیکھ کر غیر مسلموں کو اسلام سے نفرت ہوتی ہے۔ ان غریبوں کو یہ معلوم نہیں کہ اسلامی اخلاق پر آج کل مسلمان چل ہی نہیں رہے۔ وہ مسلمانوں کے جو اخلاق دیکھتے ہیں انہیں کو اسلامی اخلاق سمجھتے ہیں۔ (باقی پھر)

ہفت روزہ خُدّام الدّین لاہور

ملنے کا پتہ

۱۔ نوشہرہ چھاؤنی ضلع پشاور	خواجہ فیروزالدین صاحب کشمیری عام دارالمطالعہ دینی۔ موتی بازار
۲۔ میاں چنوں ضلع ملتان	مستری اللہ رکھا صاحب۔ مشین ساز۔ تھانہ بازار۔
۳۔ عبدالحکیم ضلع ملتان	مولوی محمد سعید صاحب۔ کتب فروش
۴۔ جہانیاں منڈی ضلع ملتان	مولانا محمد انور صاحب جامع مسجد۔
۵۔ کبیروالا ضلع ملتان	مولانا نورالحسن صاحب امام محلہ دارالاسلام
۶۔ سانگھڑ	حافظ محمد اکبر صاحب مالک کتب خانہ اکبریہ

ملتان

۱۔ طبیب امیر علی صاحب قریشی مدرسہ خیر المدارس

۲۔ صوفی عبدالستار بار دانہ فروش چوڑی سرائے

۳۔ ڈاکٹر فیروز الدین صاحب بیرون بوہڑ والا دروازہ

۴۔ صوفی شاہ محمد صاحب خطیب مرکز تبلیغی جماعت ابدالی روڈ

فرائضِ رسالت

(از جناب ایم عبد الرحمٰن صاحب (لودھیانوی) بی اے بی ٹی پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ)
(گزشتہ سے پیوستہ)

اِتباعِ وحی

وَاتَّبِعْ مَا یُوْحٰٓی اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ، پ ۲۱ ع ۱۷

ترجمہ - اور اسی حکم پر چلئے جو
تجھ کو تیرے رب کی طرف سے آئے-

حضرت شاہ عبد القادر صاحبؒ لکھتے ہیں - کافر چاہتے تھے اپنی طرف نرم کرنا اور منافق چاہتے تھے اپنی چال سکھانا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اللہ پر بھروسہ ہے اس سے زیادہ دانا کون؟

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی

سورہ النجم رکوع ۱ پارہ ۲۷

ترجمہ - اور نہیں بولتا اپنے نفس کی خواہش سے- یہ تو حکم ہے بھیجا ہُوا-

کوئی کام تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے ایک حرف بھی ایسا نہیں نکلتا جو خواہش نفس پر مبنی ہو- بلکہ آپ جو کچھ دین کے بارہ میں ارشاد فرماتے ہیں وہ اللہ کی بھیجی ہوئی وحی اور اس کے حکم کے مطابق ہوتا ہے- اس میں وحی متلو کو قرآن اور غیر متلو کو حدیث کہا جاتا ہے- (وحی خواہ صرف معانی کی ہو جو سُنّت کہلاتی ہے) اس آیت میں کافروں کے گمان کی نفی ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف غلط بات کی نسبت نہیں فرماتے-

وَاِذَا لَمْ تَاْتِھِمْ بِاٰیَۃٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَیْتَھَا ؕ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ مِنْ رَّبِّیْ ۚ

پ ۹ رکوع ۱۴

ترجمہ - اور جب آپ لے کر نہ جائیں اُن کے پاس کوئی نشانی - تو کہتے ہیں کیوں نہ چھانٹ لایا تو کچھ اپنی طرف سے - آپ کہدیجئے میں تو چلتا ہوں اس پر جو حکم آئے - میری طرف میرے رب سے-

کفّار بعض ایسے نشان (معجزات) طلب کرتے جن کے دکھلانے کو خدا کی حکمت مقتضی نہ تھی جب آپ دکھلانے سے انکار کرتے - تو پھر کہتے اپنے خدا سے کہہ کر ہمارا مانگا ہُوا نشان کیوں چھانٹ کر نہ لے آئے- آپ کہہ دیں کہ نبی کا یہ کام نہیں کہ اپنی طرف سے خدا پر افترا کرے یا لوگوں کے کہنے سُننے پر اقدام کر کے خدا سے وہ چیز مانگے جس کا دینا اس کی حکمت کے منافی ہے - یا جس کے طلب کرنے کی اجازت نہیں ہے - اس کا وظیفہ صرف یہی ہے کہ جو کچھ خُدا وحی بھیجے قبول کرے اس پر عمل پیرا ہو اور دوسروں کو عمل پیرا ہونے کی دعوت دے باقی آیات تنزیلیہ یا تکوینیہ جو مجھ سے طلب کرتے ہو تو قرآن سے بڑھ کر کونسی آیات ہونگی - اور اس سے زیادہ عظیم الشان معجزہ کونسا ہوگا - جو سارے جہان کے لئے بصیرت افروز حقائق و مواعظ کا خزانہ اور ایمان لانے والوں کے لئے خاص قسم کی ہدایت و رحمت کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتا ہے - اُسی کو تم ماننے کے لئے کب تیار ہُوئے ہو - جو فرمائشی آیات کو تسلیم کرو گے-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو مکّہ کے کفّار کہتے تھے کہ ہم نہ مانیں گے تیرا کہا- جب تک تُو ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ جاری نہ کر دے - یا تیرے واسطے کھجور اور انگور کا باغ ہو جائے - پھر تو اُس کے بیچ نہریں چلا کر بہائے - یا جیسا تُو کہا کرتا ہے ہم پر آسمان ٹکڑے ٹکڑے کر کے گرا دے - یا اللہ اور فرشتوں کو سامنے لے آ - یا تیرے لئے ایک گھر سونے کا ہو جائے - یا تُو آسمان پر چڑھ جائے - ہم نہ مانیں گے تیرے چڑھنے جانے کو جب تک ہم پر ایک کتاب اُتار نہ لائے جس کو ہم پڑھ لیں - آپ کہہ دیجئے سُبحان اللہ میں کون ہوں مگر ایک آدمی ہوں بھیجا ہُوا- پارہ ۱۵ رکوع ۱۰

کسی پیغمبر کو خُدائی اختیارات حاصل نہیں ہیں - نہ اُس کی یہ شان ہے کہ اپنے رب سے ایسی فضول فرمائشیں کرے - اُن کا کام یہ ہے کہ جو اُدھر سے ملے پہنچا دیں اور اپنے ہر کام کو خدائے واحد کے سپرد کر دیں - سو میں اپنا فرضِ رسالت ادا کر رہا ہوں فرمائشی نشان دکھلانے یا نہ دکھلانے اس کی حکمتِ بالغہ پر محوّل ہیں-

رسُولوں کا بشریت سے تعلق

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّآ اِنَّھُمْ لَیَاْکُلُوْنَ الطَّعَامَ وَیَمْشُوْنَ فِی الْاَسْوَاقِ ؕ

رکوع ۱۰ پارہ ۱۸

ترجمہ - اے نبی! تم سے پہلے ہم نے کوئی بھی ایسا رسول نہیں بھیجا کہ جو کھانا نہ کھاتے ہوں اور بازاروں میں نہ پھرتے ہوں-

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلّم آپ سے پیشتر جس قدر دُنیا میں رسول آئے کسی کے پاس بھی نہ خزانہ تھا نہ ایسا باغ- نہ ان کی تصدیق کے لئے ان کے ہمراہ فرشتہ رہتا تھا - وہ دُنیا میں کھانا بھی کھاتے تھے - بازاروں میں خریدنے اور فروخت کرنے کے لئے بھی جاتے تھے یعنی بشر اور غریب لوگ تھے-

سب رسول مرد تھے

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ - پ ۱۷ - ع ۱

اے محمد صلّی اللہ علیہ وسلم تم سے پہلے بھی تو ہم نے آدمیوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا تھا - کہ اُن کی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے - اور ان انبیاؤں کو ہم نے ایسے بدن عطا نہ کئے تھے - کہ جو کھانے کے محتاج نہ ہوں اور ہمیشہ باقی رہیں بلکہ وہ کھاتے پیتے تھے - آخر دُنیا سے اُٹھ گئے موت سے نہ بچے-

اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا ؕ وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ ۝ وَاِنْ یُّکَذِّبُوْکَ فَقَدْ کَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ ۚ جَآءَتْھُمْ رُسُلُھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْکِتٰبِ الْمُنِیْرِ ۝ ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَکَیْفَ کَانَ نَکِیْرِ ۝

پارہ ۲۲ رکوع ۱۵

ترجمہ - اے رسول! ہم نے آپ کو دینِ حق دے کر خوشی اور ڈر سُنانے کے لئے بھیجا ہے - اور کوئی فرقہ ایسا نہیں کہ جس میں کوئی نذیر نہ آیا ہو - اور اگر وہ آپ کو جھٹلا چکے ہیں ان کے پاس بھی ان کے رسول نشانیاں، صحیفے اور روشن کتاب لے کر آئے تھے - پھر ہم نے منکروں کو پکڑ لیا - پھر ہماری ناراضی کا انجام دیکھا - کیسا ہُوا میرا عذاب-

رسولوں کے بھیجنے پر نظر کر کے اہلِ حق اس بات کے قائل ہیں کہ بنی اسرائیل اور ملکِ شام کی کچھ خصوصیت نہیں - ہر ملک، ہر قوم اور ہر زمانے میں خدا تعالےٰ کی طرف سے داعی موجود رہا ہے یا وہ خود نبی ہو یا اُس کے جانشین اور علماء و کتاب ہو - ایک زمانہ میں ایک ملک میں ہر ہر قوم کا جُدا نبی بھی ہُوا ہے - اسی لئے ایک قوم میں ایک زمانے میں کئی کئی نبی پائے گئے ہیں

اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ ۝ پ ۲۴ - ع ۱۷

ترجمہ - بے شک آپ کو بھی مرنا ہے اور اُن کو بھی مرنا ہے -

یہ دُنیا چند روزہ ہے ایک روز اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ نے بھی اس دُنیا کو چھوڑنا ہے اور اُنہوں نے بھی چھوڑنا ہے - پھر خدا تعالےٰ کے پاس جانا ہے - آپ کا مرتبہ تو شہیدوں کے رُتبہ سے بھی کہیں بڑھ کر ہے اور اُن کی بابت خدا نے فرمایا ہے کہ انہیں مُردہ نہ سمجھو بلکہ وُہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے ہاں روزی کھایا کرتے ہیں - وہ حیاتِ ابدی ہے اور یہ دُنیا کی ہجرت موتِ عُرفی ہے - جسم سے رُوح کی مفارقت کو موت کہتے ہیں - اللہ تعالےٰ اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو تسلّی اور اطمینان دیتا ہے -

لِیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِکَ وَ مَا تَاَخَّرَ وَ یُتِمَّ نِعۡمَتَہٗ عَلَیۡکَ وَ یَہۡدِیَکَ صِرَاطًا مُّسۡتَقِیۡمًا وَّ یَنۡصُرَکَ اللّٰہُ نَصۡرًا عَزِیۡزًا ۝ پارہ ۲۶ رکوع ۹

ترجمہ - تاکہ اللہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کردے - اور اپنی نعمت آپ پر تمام کردے اور تاکہ آپ کو سیدھے راستے پر چلائے اور تاکہ اللہ آپ کی زبردست مدد کرے -

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی تعظیم واجب و فرض ہے - ذرا بھی کوئی توہین کریگا - فیض رسالت سے ابدالآباد محروم رہے گا - جیسا کہ آیت وَ تُعَزِّرُوۡہُ وَ تُوَقِّرُوۡہُ دلالت کرتی ہے - اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں - رسول اللہ کا نائب ہے گویا اللہ اُن کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتا ہے پھر جو اس بیعت کو توڑے گا یعنی اقرار کرکے بدعہدی کرے گا اپنا بُرا کرے گا - اور جو اس عہد کو پُورا کرے گا اللہ اُس کو اجرِ عظیم دیگا -

مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ یُّؤۡتِیَہُ اللّٰہُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحُکۡمَ وَ النُّبُوَّۃَ ثُمَّ یَقُوۡلَ لِلنَّاسِ کُوۡنُوۡا عِبَادًا لِّیۡ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَ لٰکِنۡ کُوۡنُوۡا رَبّٰنِیّٖنَ بِمَا کُنۡتُمۡ تُعَلِّمُوۡنَ الۡکِتٰبَ وَ بِمَا کُنۡتُمۡ تَدۡرُسُوۡنَ ۝ پارہ ۳ رکوع ۱۶

ترجمہ - کسی بشر کا کام نہیں کہ اللہ دے اُس کو کتاب اور حکمت اور پیغمبر بنائے - پھر وہ کہے لوگوں کو - کہ تم میرے بندے ہو جاؤ - اللہ کو چھوڑ کر - لیکن یوں کہے کہ تم اللہ والے ہو جاؤ - جیسا کہ تم سکھلاتے تھے کتاب اور جیسے کہ تم آپ بھی پڑھتے تھے اُسے -

جس بشر کو حق تعالےٰ نے کتاب و حکمت اور قوتِ فیصلہ دیتا اور پیغمبری کے منصب جلیل پر فائز کرتا ہے کہ وہ ٹھیک ٹھیک پیغامِ الٰہی پہنچا کر لوگوں کو اُس کی بندگی اور وفاداری کی طرف متوجہ کرے اُس کا یہ کام کبھی نہیں ہوسکتا - کہ اُن کو خالص ایک خدا کی بندگی سے ہٹا کر خواہ اپنا یا کسی دوسری مخلوق کا بندہ بنانے لگے اس کے تو یہ معنی ہوں گے کہ خداوند قدوس نے جس کو جس منصب کا اہل جان کر بھیجا تھا فی الواقع وہ اس کا اہل نہ تھا - دُنیا کی کوئی گورنمنٹ بھی اگر کسی شخص کو ایک ذمہ داری کے عہدہ پر مامور کرتی ہے - تو پہلے دو باتیں سوچ لیتی ہے - (۱) یہ شخص گورنمنٹ کی پالیسی کو سمجھنے اور اپنے فرائض کو انجام دینے کی قابلیت رکھتا ہے یا نہیں (۲) گورنمنٹ کے احکام کی تعمیل کرنے اور رعایا کو جادۂ وفاداری پر قائم رکھنے کی کہاں تک اس سے توقع کی جاسکتی ہے - کوئی بادشاہ یا پارلیمنٹ ایسے آدمی کو نائب السلطنت یا سفیر مقرر نہیں کرسکتی جس کی نسبت حکومت کے خلاف بغاوت پھیلانے یا اس کی پالیسی اور احکام سے انحراف کرنے کا ادنےٰ شبہ ہو بے شک یہ ممکن ہے کہ ایک شخص کی قابلیت یا جذبۂ وفاداری کا اندازہ حکومت صحیح طور پر نہ کرسکی ہو - لیکن خداوند قدوس کے یہاں یہ بھی احتمال نہیں - اگر کسی فرد کی نسبت اُس کو علم ہے کہ یہ میری وفاداری اور اطاعت شعاری سے بال برابر تجاوز نہ کریگا تو محال ہے کہ وہ آگے چل کر اس کے خلاف ثابت ہوسکے ورنہ علم الٰہی کا غلط ہونا لازم آتا ہے - العیاذ باللہ یہیں سے عصمت انبیاء علیہم السلام کا مسئلہ سمجھ میں آجاتا ہے - پھر جب انبیاء علیہم السلام ادنےٰ عصیان سے پاک ہیں تو شرک اور خدا تعالےٰ کے مقابلہ میں بغاوت کرنے کا امکان کہاں باقی رہ سکتا ہے - حق تعالیٰ نے خود پیغمبروں سے بھی یہ پختہ عہد لے چھوڑا ہے کہ جب تم میں سے کسی نبی کے بعد دوسرا نبی آئے جو یقیناً پہلے انبیا اور اُن کی کتابوں کی اجمالاً یا تفصیلاً تصدیق کرتا ہوا آئے گا تو ضروری ہے کہ پہلا نبی پچھلے کی صداقت پر ایمان لائے - اور اس کی مدد کرے اگر اُس کا زمانہ پاسکے تو بذاتِ خود بھی - اور نہ پائے تو اپنی اُمّت کو پوری طرح ہدایت و تاکید کرجائے کہ بعد میں آنے والے پیغمبر پر ایمان لاکر اس کی اعانت و نصرت کرنا - کیونکہ یہ وصیّت کرجانا بھی اُس کی مدد کرنے میں داخل ہے

اگرچہ پیغمبر نوعِ بشر سے علیحدہ کوئی دوسری نوع نہیں لیکن اس کے اور باقی انسانوں کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے - انسانی قوتیں دو قسم کی ہیں علمی و عملی - قوّتِ علمیہ کے اعتبار سے نبی اور غیر نبی میں اعمیٰ و بصیر، اندھے اور سوانکھے کا تفاوت سمجھنا چاہئے - نبی کے دل کی آنکھیں ہر وقت مرضیاتِ الٰہی اور تجلّیاتِ ربّانی کے دیکھنے کے لئے کھُلی رہتی ہیں - جس کے قوّتِ عملیہ کا یہ حال ہوتا ہے کہ پیغمبر اپنے قول و فعل اور ہر ایک حرکت و سکون میں رضائے الٰہی اور حکمِ خداوندی کے تابع و منقاد ہوتے ہیں - وحی سماوی اور احکامِ الٰہیہ کے خلاف نہ کبھی ان کا قدم اُٹھ سکتا ہے نہ زبان حرکت کرسکتی ہے - ان کی مقدس ہستی، اخلاق و اعمال اور کل واقعاتِ زندگی میں تعلیمات ربّانی اور مرضیاتِ الٰہی کی روشن تصویر ہوتی ہے - جسے دیکھ کر غور و فکر کرنے والوں کو اُن کی صداقت اور مامور مِنَ اللہ ہونے میں ذرا بھی شبہ نہیں رہ سکتا -

ہدایت وضلالت خُدا کے ہاتھ میں ہے

ہدایت وضلالت خدا کے اختیار میں ہوتی ہے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے چچا ابو طالب کے واسطے بہت سعی فرمائی کہ مرتے وقت کلمہ پڑھ لے - اُس نے قبول نہ کیا -

اِنَّکَ لَا تَہۡدِیۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ - پارہ ۲۰ رکوع ۹

تُو راہ پر نہیں لاتا جس کو چاہے -

جس سے آپ کو طبعی محبت ہو یا دل چاہتا ہو کہ فلاں کو ہدایت ہو جائے - لازم نہیں کہ ایسا ضرور ہو کر رہے - آپ کا کام صرف رستہ بتانا ہے - آگے یہ کہ کون رستہ پر چل کر منزل مقصود تک پہنچتا ہے کون نہیں پہنچتا - آپ کے قبضۂ اختیار سے خارج ہے - اللہ کو اختیار ہے جسے چاہے قبول حق اور وصول الی المطلوب کی توفیق بخشے - کسی کو کسی شخص کے راہ پر لانے کا اختیار کیا ہوتا علم بھی نہیں کہ کون راہ پر آنے والا ہے یا آنے کی استعداد و لیاقت رکھتا ہے - بہرحال اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی تسلّی فرما دی کہ آپ جاہلوں کی لغوگوئی اور معاندانہ شور و شغب یا اپنے خاص اعزہ و اقارب کے اسلام نہ لانے سے غمگین نہ ہوں - جس قدر آپ کا

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

بقیہ تعارف بالقرآن صفحہ ۱۲ سے آگے

مکمل اور مدلل پایا تو پھر ایک اور سوال کر دیا کہ اے قرآن تم یہ بتا سکتے ہو کہ جب تمہیں پڑھنا یا پکڑنا ہو تو کس حالت میں پکڑنا چاہیئے۔ تو حضورؐ نے قرآن کی ترجمانی کرتے ہوئے فرمایا۔

لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ○

سورہ واقعہ رکوع ۳ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ اس کو وہی چھوتے ہیں جو پاک ہیں۔

مطلب یہ ہُوا کہ جو لوگ دل سے پاک ہوتے ہیں وہی اس کو ہاتھ لگاتے ہیں۔ اور وہی اس کے علوم و حقائق سے بہرہ ور ہو سکتے ہیں۔ دوسرا مطلب اس کا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بغیر وضو اور جسم پاک ہونے کے قرآن کو ہاتھ نہیں لگانا چاہیئے۔

سوال نمبر ۱۰

جب نویں سوال کا جواب کفار مکّہ کو تسلّی بخش مل گیا تو پھر دسواں سوال اور کیا کہ تمہارے پڑھنے کا آغاز کس طرح کرنا چاہیئے تو قرآن نے حضورؐ کی معرفت جواب دیا۔ سُنئے۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ○

سورہ العلق رکوع ۱ پارہ ۳۰

ترجمہ۔ پڑھ اپنے رب کے نام سے جو سب کا بنانے والا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے وحی کے ذریعہ سے اپنے محبوب کو فرمایا+ کہ اس رب کے نام سے پڑھ جس نے آپ کو ولادت سے آج تک پرورش فرمایا۔ اور ایک عجیب انداز و نرالی شان سے تربیت فرمائی۔ جس سے پتہ چلتا تھا کہ آگے چل کر آپ سے کوئی بہت بڑا کام لیا جانیوالا ہے۔ آپ کی تعلیم بھی اسی کے ذمہ لازم تھی جو ہر چیز کا صانع ہے۔ پس ہمارے لئے بھی لازم ہے کہ ہم بھی پاک و صاف اور با وضو ہو کر قبلہ رو بیٹھ کر قرآن کی تلاوت بسم اللہ سے شروع کریں۔ تاکہ باعث برکت ہو۔

سوال نمبر ۱۱

اس کے بعد کفّار مکّہ نے کہا۔ ہمارا صرف ایک سوال اور باقی ہے۔ اگر قرآن سے اس کا سوال درست اور مکمل مل گیا۔ تو ہم مان جائیں گے کہ قرآن واقعی سچّی کتاب ہے۔ چنانچہ اُنہوں نے کہا قرآن صرف خطّہ عرب کے لئے دعوتِ حق لے کر آیا ہے یا تمام دُنیا کے لئے۔ تو قرآن نے حضورؐ کی معرفت جواب دیا۔ سبحان اللہ کیسا اچھّا جواب ہے سُنئے۔ تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ○

سورہ الفرقان رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ بڑی برکت ہے اس کی جس نے اُتاری فیصلہ کن کتاب اپنے خاص بندہ پر تاکہ وہ تمام جہان کو ڈرانے والا ہو۔

مطلب یہ ہُوا کہ قرآن ایک فیصلہ کن کتاب ہے۔ جو کہ حق اور باطل میں حرام اور حلال میں کفر اور اسلام میں فرق بتاتی ہے۔ یہی ایک کتاب ہے جس نے اپنے اُتارنے والے کی شان و عظمت علو صفات اور اعلیٰ درجہ کی حکمت شکل میں پیش کیا اور تمام جہان کی ہدایت و اصلاح کا تکفل اور ان کو خیر کثیر اور غیر منقطع برکت عطا کرنے کا سامان بہم پہنچایا یعنی قرآن کریم تمام جہان کو کفر و عصیان کے انجام بد سے آگاہ کرنے والا ہے۔ للعالمین کے لفظ سے یہ ظاہر کر دیا گیا کہ قرآن کا نزول صرف عرب کے امیوں کے لئے ہی نہیں ہُوا۔ بلکہ تمام جن و انس کی ہدایت و اصلاح کے لئے نازل ہُوا ہے۔

نتیجہ

نتیجہ یہ ہُوا کہ جن کے دلوں میں ایمان کی جھلک منوّر ہونے والی تھی انہوں نے فوراً بے ساختہ کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط اور جن کے قلوب پر کفر کی مُہر ثبت تھی۔ یعنی خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰی سَمْعِهِمْ ط وَ عَلٰۤی اَبْصَارِهِمْ کے مضمون کے مطابق مہر لگی ہوئی تھی وہ اندھے کے اندھے ہی رہے۔ انہیں کچھ بھی دکھائی نہ دیا۔ اور جہنم واصل ہوگئے۔ اے مسلمان تو بھی ہوش میں آ۔ قرآن کے ہر حکم کو لائحہ عمل بنا۔ اور انعاماتِ خداوندی سے لطف اندوز ہو۔ اللہ تعالےٰ ہر ایک مسلمان کو قرآن پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العٰلمین۔

بقیہ محسنۂ کائنات صفحہ ۱۰ سے آگے

بُوڑھے باپ نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنا نوجوان بیٹا غرق ہوتے دیکھا تھا۔ بھلا یہ دل کو ہلا دینے والا نقشہ اتنی جلدی کب بھول جانے والا تھا۔ دل میں اضطرار کا ایک طوفان اُمنڈ رہا تھا۔ اور پھر اَهْلِكَ کے لفظ میں حضرت نوحؑ کے اجتہاد کے مطابق استفسار اور استدعا کی گنجائش بھی موجود تھی۔ لہٰذا مغلوبِ شفقت ہو کر بارگاہِ ایزد متعال میں اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ کا سوال کر ہی دیا۔ جس کے جواب میں احکم الحاکمین نے کنعان کی تمام نفرو نفاق سے ملوّث زندگی پر بدیں الفاظ شہادت دی۔ جس سے آگے پیغمبرِ رحمت کو سوائے سرِ تسلیم خم کرنے کے کوئی چارۂ کار ہی نہ تھا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ ط فرمایا۔ اے نوحؑ! کنعان تیری اہلیّت سے خارج کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ اُس کے کردار خراب تھے (بات یہ تھی۔ کہ کنعان نے اس اسلام و کفر کے الیکشن میں اپنے شفیق باپ کو جو کہ اولوالعزم پیغمبرِ خدا بھی تھے۔ ووٹ نہ دیا۔ بلکہ اپنی قوم کے کسی بدترین چوہدری کو ووٹ دیا۔ خیر معاملہ جو کچھ ہُوا۔ سو ہُوا۔ اور یہ قصّہ جس طرح بھی بیتا غالباً حاضرین نے بارہا سُنا ہوگا۔ مگر میرا مقصد اس کے بیان کرنے سے شفقتِ پدری کا اظہار تھا۔ کہ کس طرح عذابِ الٰہی کے شروع ہونے کے بعد بھی حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کو دعوت و ہدایت سے یاد فرماتے ہیں۔ حقیقت ہے۔ والدین کی کرم فرمائیاں ہماری زندگی کے ہر حصّے میں ہمارے ساتھ رہتی ہیں۔ مگر ہم ہی کچھ کفرانِ نعمت کے عادی ہو چکے ہیں۔ کہ ہر نعمت کو غامیانہ نگاہوں سے دیکھ کر آگے گزر جاتے ہیں۔

اِس قصّے میں واعلہ جو کنعان کی ماں اور حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی تھی اُس نے اپنے بیٹے کے ساتھ ہلاکت قبول کی اور زندگی میں بھی بدکردار بیٹے کی ہر لحاظ سے پشت پناہی کرتی رہی۔

(حاضرین مولوی عبدالعزیز صاحب کی باتوں کو بڑی توجہ سے سُن رہے تھے۔ اور بعض اُن میں سے آنسو بہا رہے تھے۔ سلسلۂ کلام کے ختم ہوتے ہی پکار کر کہنے لگے۔)

حاضرین۔ مولوی صاحب نہایت ادب سے التماس ہے۔ کہ آپ آج رات کو نمازِ عشاء کے بعد حقوق والدین کے متعلق جامع مسجد میں وعظ فرمائیں۔ ہم نمازِ مغرب کے بعد تمام گاؤں میں منادی کرا دیں گے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کی زبان میں ایک خاص تاثیر رکھی ہُوئی ہے۔ الحمد للہ آپ جیسے نوجوان قوم و ملت کے باقی افراد کے لئے بہترین رہنما ثابت ہو سکتے ہیں۔

(نمازِ ظہر کا وقت ہو گیا۔ لہٰذا تمام لوگ اُٹھ کر چلے گئے۔ آج بشیر بھی مولوی صاحب کے ساتھ مسجد میں گیا۔)

فاروق اعظم رضؓ

(از جناب مولانا احمد صاحب ایم - اے فاضل دیوبند لکھنؤ (انڈیا)

تمہید

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ علی سید المرسلین وعلی و اصحابہ اجمعین - جو مقدس ستیاں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم سے براہِ راست تعلیم و تربیت پا کر دُنیا و دین کی برکات سے بہرہ اندوز ہوئیں - اور اپنے ایمان اور عمل صالح سے " وبشر المومنین بان لھم من اللہ فضلا کبیرا "[1] اور " فالذین آمنوا بہ وعزروہ و نصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولٰئک ھم المفلحون "[2] کی تصدیق کرکے اپنے اخلاق فاضلہ اور اوصاف حسنہ کی بدولت دُنیا کی رہنما بنیں ان میں آپ کے دوسرے وزیر بادۂ حق سے سرشار اسلام کے جاں نثار خلافت مآب شہیدِ محراب حضرت عمرؓ بن خطاب کو نمایاں حیثیت حاصل ہے - جن کے کارناموں سے اسلام کو وہ فروغ ہُوا جس کی نظیر نہیں - آپ قریش کے خاندان بنی عدی میں سے تھے - ہجرت سے چالیس برس قبل پیدا ہُوئے - ابتدا میں بکریاں چرائیں - پھر تجارت کرنے لگے - اور تجارت و سفارت کے سلسلہ میں کئی بار شام کا سفر کیا - سواری - پہلوانی - تیراندازی فن حرب اور خطابت میں مہارت پیدا کی - فراست - صداقت - امانت - صلابت اور شجاعت میں مشہور تھے - قول - عمل اور عزم کے پختہ تھے -

مسلمان ہونے سے پہلے کفر و عدوان میں ابو جہل کی طرح سب سے آگے اور مسلمانوں کے جانی دشمن تھے - یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے قتل کا ارادہ کرنے لگے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے دُعا کی اللھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب او بابی جہل بن ہشام (یا اللہ عمر بن خطاب یا ابو جہل بن ہشام کے ذریعہ سے اسلام کو طاقت دے)

[1] مومنوں کو بشارت دو کہ ان پر اللہ کا بڑا فضل ہے

[2] پس جو لوگ ایمان لائے اور آپ کے معاون و مددگار اور آپ کے ساتھ نازل ہونے والے نور کے پیرو بنے وہی فلاح پانے والے ہیں -

قبول اسلام

یہ دُعا قبول ہوئی اور حضرت عمرؓ قرآن سے متاثر ہو کر ایمان لے آئے - جو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے - وہ اس واقعہ پر غور کریں - حضرت عمرؓ کو کس تلوار نے مسلمان بنایا؟ وہ خود تلوار لے کر اسلام کا خاتمہ کرنے چلے تھے - لیکن قرآن کے سامنے ان کی تلوار بیکار ہو گئی - در اصل کفار نے اسلام کو مٹانے کے لئے تلوار اُٹھائی - لیکن اسلام کی صداقت کے سامنے سرنگوں ہو گئے - متعصب معترضین نے اسلام کی تنقیص کی نیت سے واقعہ کے برعکس یہ مشہور کر دیا - کہ غیر مسلموں کو جبر سے مسلمان بنایا گیا -

آپ نبوّت کے ساتویں سال مسلمان ہُوئے - آپ سے پہلے صرف انتالیس ۳۹ آدمی اسلام قبول کر چکے تھے - آپ چالیسویں مسلمان تھے - آپ سے اسلام کو قوّت حاصل ہوئی - اب تک مسلمان کفار کے مظالم کے شکار تھے - بعض مکّہ سے ہجرت کر چکے تھے - اور جو مکّہ میں تھے علانیہ فرائض دینی ادا نہیں کر سکتے تھے - حضرت عمرؓ نے عرض کیا - " یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہم اہل حق ہو کر اہلِ باطل سے اپنا دین کیوں چھپائیں ؟ " رسول اللہؐ نے فرمایا - " مسلمانوں کی قلّت اور مظلومیّت تم دیکھ رہے ہو - " حضرت عمرؓ نے کہا - " قسم ہے اُس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے جس جس مجلس میں مَیں نے کفر کا اظہار کیا ہے اس میں اب ایمان کا اعلان کروں گا " چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم مسلمانوں کے ہمراہ جن میں حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ بھی شامل تھے مسجدِ حرام میں داخل ہُوئے - کفّارِ قریش ان دونوں صاحبوں کو دیکھ کر مقابلہ نہ کر سکے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو فاروق کا خطاب دیا - کیونکہ اُنہوں نے اسلام کا چرچا کرکے حق و باطل میں فرق کر دیا -

ہجرت

اب مسلمان کفار سے دبنے کی بجائے ان کے سامنے اسلام کے فضائل اور محاسن بیان کرنے لگے - کفار بھی شرارت سے باز نہ آتے تھے - آخر ۱۳ سنہ نبوی میں مدینہ کی طرف ہجرت کی اجازت ہوئی تو حضرت عمرؓ نے بھی ہجرت کی - لیکن دوسروں کے برخلاف خفیہ نہیں بلکہ علانیہ اس شان سے کہ ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے میں تیر کمان لے کر کعبہ میں آئے - جہاں سرداران قریش موجود تھے - سات طواف کئے - مقام ابراہیم پر نماز پڑھی اور کفار کو مخاطب کرکے کہا " تمہارے مُنہ کالے ہوں - جو کوئی اپنی ماں کو بے اولاد - بچّوں کو یتیم اور بیوی کو بیوہ کرنا چاہے وہ مکّہ کے باہر میرے سامنے آئے - " لیکن کسی کو ایسی ہمّت نہ ہُوئی اور آپ مدینہ پہنچ گئے - وہاں بھی آپ بدستور جان - مال اور زبان سے اسلام کی حمایت اور خدمت میں کوشاں رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوئے - غزوۂ تبوک میں آپ نے اپنے تمام مال کا نصف پیش کر دیا - جانی اور مالی امداد کے علاوہ آپ نے اپنی بے نظیر رائے و تدبیر سے اسلام اور اہل اسلام کو بہت فائدہ پہنچایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر جب انصار اپنے میں سے کسی کو خلیفہ منتخب کرنے کے لئے سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے تو اس نازک وقت میں آپ نے اسلام کو ایک بڑے فتنہ سے بچا لیا - آپ حضرت ابوبکرؓ کے ہمراہ وہاں پہنچے - مہاجرین اور انصار میں خلافت کے مسئلہ پر طویل بحث ہوئی جس کے بعد آپ نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی - اور آپ کی اتباع میں تمام حاضرین نے بھی بیعت کرکے ان کو خلیفۃ الرسول تسلیم کر لیا - حضرت عمرؓ ان کے دستِ راست اور مشیر و مددگار رہے حضرت ابوبکرؓ نے آپ کو خلافت کا سب سے زیادہ اہل سمجھ کر صحابہ کے مشورہ سے اپنا جانشین نامزد کر دیا (باقی پھر)

بچوں کا صفحہ

مذہبی تعلیم و تربیت

سیدہ مشتاق حسین صاحب بخاری

عزیز بھائیو! آپ ماشاء اللہ ہر قسم کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں ۔ جن میں رائج الوقت زبانیں حساب دانی، تاریخ و جغرافیہ، سائنس وغیرہ سبھی شامل ہیں چند سالوں کے بعد انشاء اللہ فارغ التحصیل ہو کر اپنے سے آگے چلنے والوں کی جگہ سنبھال لوگے ۔ آئندہ اچھی طرح دنیاوی زندگی بسر کرنے کے لئے پوری تعلیم و تربیت آپ کو دی جا رہی ہے ۔ ذہنی اور دماغی تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ کی جسمانی تربیت بھی کی جا رہی ہے ۔ تا کہ آپ آئندہ چل کر قوم کے عقیل و فہیم افراد بھی کہلا سکیں اور تنومند و مضبوط بھی ہو سکیں ۔ آپ کے دشمن آپ سے خائف ہوں اور اقوام عالم میں آپ کا وقار ہو ۔

عزیز بھائیو! ۔ دنیاوی زندگی بسر کرنے کے لئے ہماری خواہشات اور کردار غیر مسلموں سے مختلف ہونے چاہئیں ۔ ہمارا مذہب ہمیں یہ ہدایت کرتا ہے کہ دنیاوی زندگی بسر کرتے ہوئے ہم آخرت کو نہ بھول جائیں ۔ دنیاوی زندگی کے بعد اخروی زندگی آنے والی ہے ۔ جو اگرچہ اس زندگی کے خاتمہ پر ہی آئے گی ۔ لیکن اس کے آنے اور ہمیشہ رہنے میں کسی مسلمان کو شک و شبہ نہیں ۔ اس لئے جہاں ہم دنیاوی زندگی بسر کرنے کے لئے ہر قسم کی تیاری کر رہے ہیں ۔ اسی طرح آخرت کی زندگی گزارنے کے لئے بھی ہمیں فکر اور تیاری کرنی چاہیئے اس کے لئے کسی خاص مشقت اور اخراجات کی ضرورت نہیں ۔ بلکہ عملی طور پر صرف قرآن پاک اور احادیث شریف کا علم حاصل کریں اور عملی طور پر اپنے اسلاف اور بزرگان کرام کی زندگیوں کی تقلید کریں تو ہماری دینی حالت خود بخود سنور سکتی ہے ۔

عزیز بھائیو! آپ شائد کبھی غور کر کے حیران ہوں کہ جس قدر قرآن پاک کی تعلیم سستی اور عام ہے ۔ کسی دوسرے علم کی نہیں ہے ۔ آپ کو ہر جگہ قرآن شریف پڑھانے والے مل جائیں گے ۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ یہ تعلیم سب علوم سے زیادہ ضروری اور سودمند ہے ۔ بعض حضرات فرمایا کرتے ہیں کہ باقی سب علم قبر سے ورے ورے رہ جاتے ہیں ۔ قبر اور اس کے بعد آنے والے واقعات کے متعلق صرف قرآن روشنی ڈالتا ہے ۔ قرآن کی تعلیم کا ایک اور فائدہ بھی ہے ۔ دنیاوی علوم دین میں ہماری رہنمائی نہیں کر سکتے ۔ لیکن قرآن پاک نہ صرف دینی رہنمائی کرتا ہے ۔ بلکہ دنیا میں اچھی زندگی بسر کرنے کی بھی ہدایات بہم پہنچاتا ہے ۔

اسلامی تاریخ ہمارے بزرگوں کے بے شمار واقعات کا پتہ دیتی ہے اس کا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ مسلمان مذہبی تعلیم و تربیت کی بدولت نہ صرف دنیا میں تخت و تاج کے مالک بن گئے ۔ بلکہ صحیح طور پر قرآن و سنت پر چلنے والے مسلمانوں نے دنیا کی تہذیب و تمدن کو سنوار دیا ۔ اخلاق کے معیار قائم کئے ۔ دیانت، امانت اور شرافت کے نمونے قائم کئے ۔

پیارے بھائیو! پیشتر اس کے کہ آپ عملی طور پر میدان زندگی میں آئیں ۔ آپ کے لئے ضروری ہے کہ مذہبی تعلیم و تربیت سے بھی پوری طرح واقف و عامل بن جائیں ۔ یہی تعلیم آپ کو انشاء اللہ خالق اور مخلوق دونوں کی نظروں میں سرفراز کرے گی ۔ اور اس کی بدولت اخروی زندگی میں کامیابی حاصل ہو گی ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین یا الہ العالمین

بقیہ فرائض رسالت صفحہ ۱۶ سے آگے

فرض ہے وہ ادا کئے جائیں لوگوں کی استعدادیں مختلف ہیں ۔ اللہ ہی کے علم و اختیار میں ہے کہ ان میں سے کسے راہ پر لایا جائے ۔

اسلام کسی نبیؑ برحق اور کسی آسمانی کتاب کی تکذیب کا روادار نہیں اس کے نزدیک جس طرح قرآن کریم اور پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ ماننا کفر ہے ایسے ہی کسی ایک نبی یا کتاب سماوی کا انکار کرنے سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے ۔ بیشک پیغمبر آخرالزماں کی یہی شان ہونی چاہئے ۔ کہ وہ تمام پہلی کتابوں اور نبوتوں کا مصدق ہو ۔ اور اس طرح کی تمام اقوام کو جن کے پاس مقامی نذیر و ہادی آتے رہتے تھے ۔ جامعیت کبریٰ کے سب سے بڑے جھنڈے کے نیچے جمع ہونے کا راستہ بتلائے

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاءؑ سے روز ازل ہی وعدہ لیا تھا کہ خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور ان کی مدد کریں ۔ پھر انبیاءؑ نے اپنی اپنی اُمتوں سے یہی قول و قرار لئے ہونگے ۔ کیونکہ ایک آپ کی ہی مخزن کمالات ہستی تھی جو عالم غیب میں سب سے پہلے اور عالم شہادت میں سب انبیاءؑ کے بعد جلوہ افروز ہونے والی تھی اور جس کے بعد کوئی نبی آنے والا نہ تھا ۔ اور آپ کا ہی وجود باجود تمام انبیائے سابقین اور کتب سماویہ کی حقانیت پر مہر تصدیق ثبت کرنے والا تھا ۔ محشر میں شفاعت کبریٰ کے لئے پیش قدمی کرنا اور تمام بنی آدم کا آپ کے جھنڈے تلے جمع ہونا اور شب معراج میں بیت المقدس کے اندر تمام انبیاءؑ کی امامت کرانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی سیادت عامہ اور امامت عظمیٰ کے آثار میں سے ہے ۔

اللّٰھم صلِّ علیٰ محمدٍ وعلیٰ آلِ محمدٍ وبارک وسلم ۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷
ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان

منظور شدہ محکمہ تعلیم
۱- لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۹/۶۴۳۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء
۲- پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری C-B-T/۲۷۳۰-۱۸۱ ۲۴ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

بدل اشتراک
سالانہ لعہ
ششماہی سے/
فی پرچہ ۴ر

دورۂ تفسیر

انشاء اللہ العزیز دورۂ تفسیر کے لئے داخلہ اس سال ۱۵ شعبان ۱۳۷۶ھ سے شروع ہوگا۔ یکم رمضان مبارک سے باقاعدہ سبق شروع ہوگا۔ مدارس عربیہ کے فارغ التحصیل علمائے کرام کو داخلہ کی دعوت دی جاتی ہے۔ دورۂ تفسیر انشاء اللہ العزیز ذیقعدہ کے آخر میں ختم ہو جائے گا۔ تاکہ علمائے کرام اپنے اپنے گھروں میں جا کر عید الضحیٰ کی نماز ادا کر سکیں۔ قیام و طعام وغیرہ کا انتظام انجمن کرے گی۔

ناظم انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور

تلاش گم شدہ

میرا برخوردار محمد شریف ولد بوٹا قوم جویا عمر ۱۲ سال ساکنہ چک ۴۶/۱۵ ایل ضلع منٹگمری مورخہ ۲۷ جنوری کو چک ۴۷ بیچ سے گیا تھا۔ لیکن آج تک گھر واپس نہیں آیا۔ اگر کسی دوست کو ملے تو درج ذیل پتہ پر پہنچا دیوے آمد و رفت کا کرایہ مع انعام دیا جاوے گا۔ عزیز القدر کے گلے میں ملیشیے کی قمیص اور سفید تہبند سر پر زرد رومال کمر پر سفید کھدر کی چادر ہے۔

بوٹا جویا معرفت مولوی محمد داؤد مہتمم مدرسہ حفظ القرآن میاں چنوں ضلع ملتان

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا